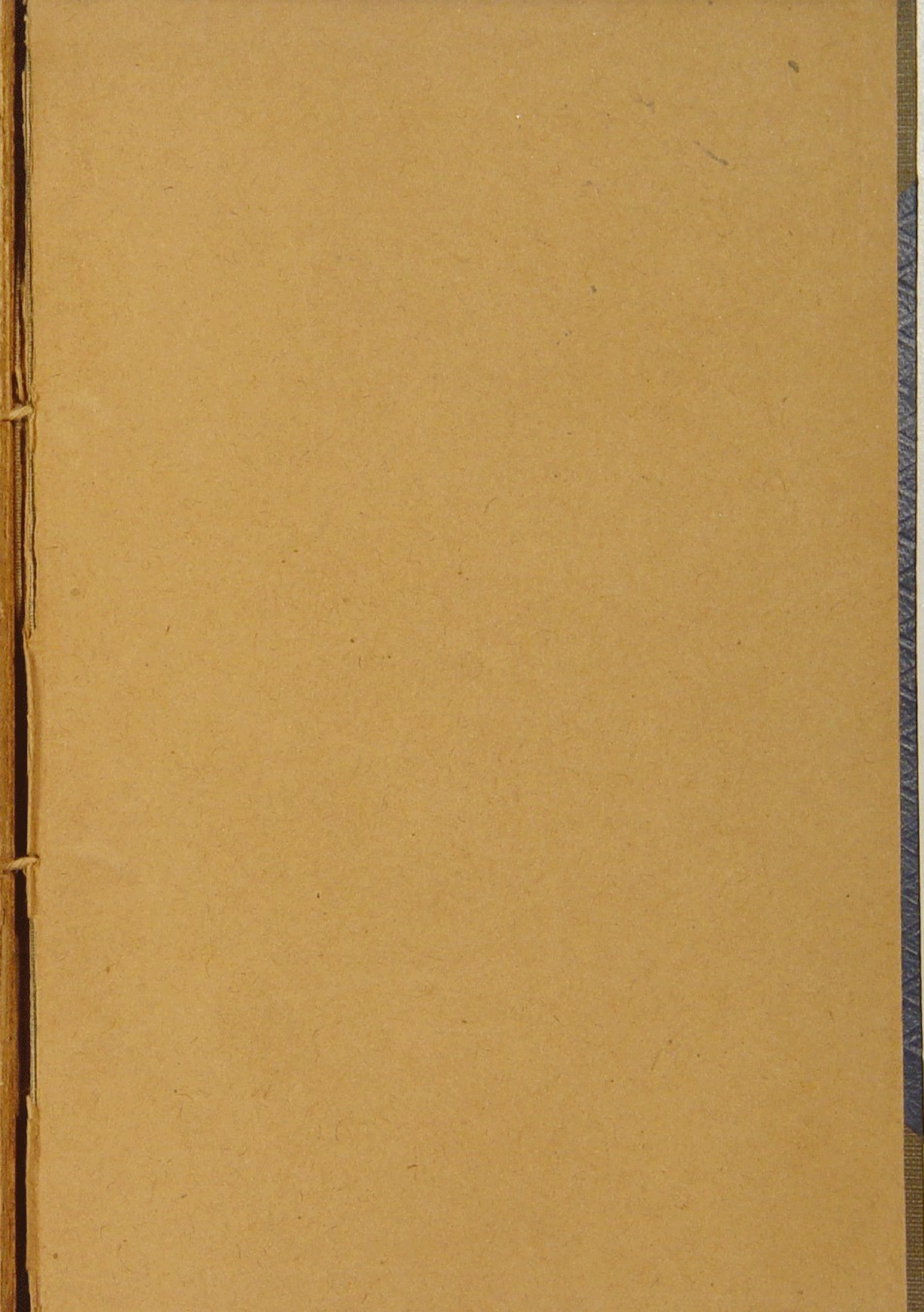
حیات حیدر

حیاتِ حیدر

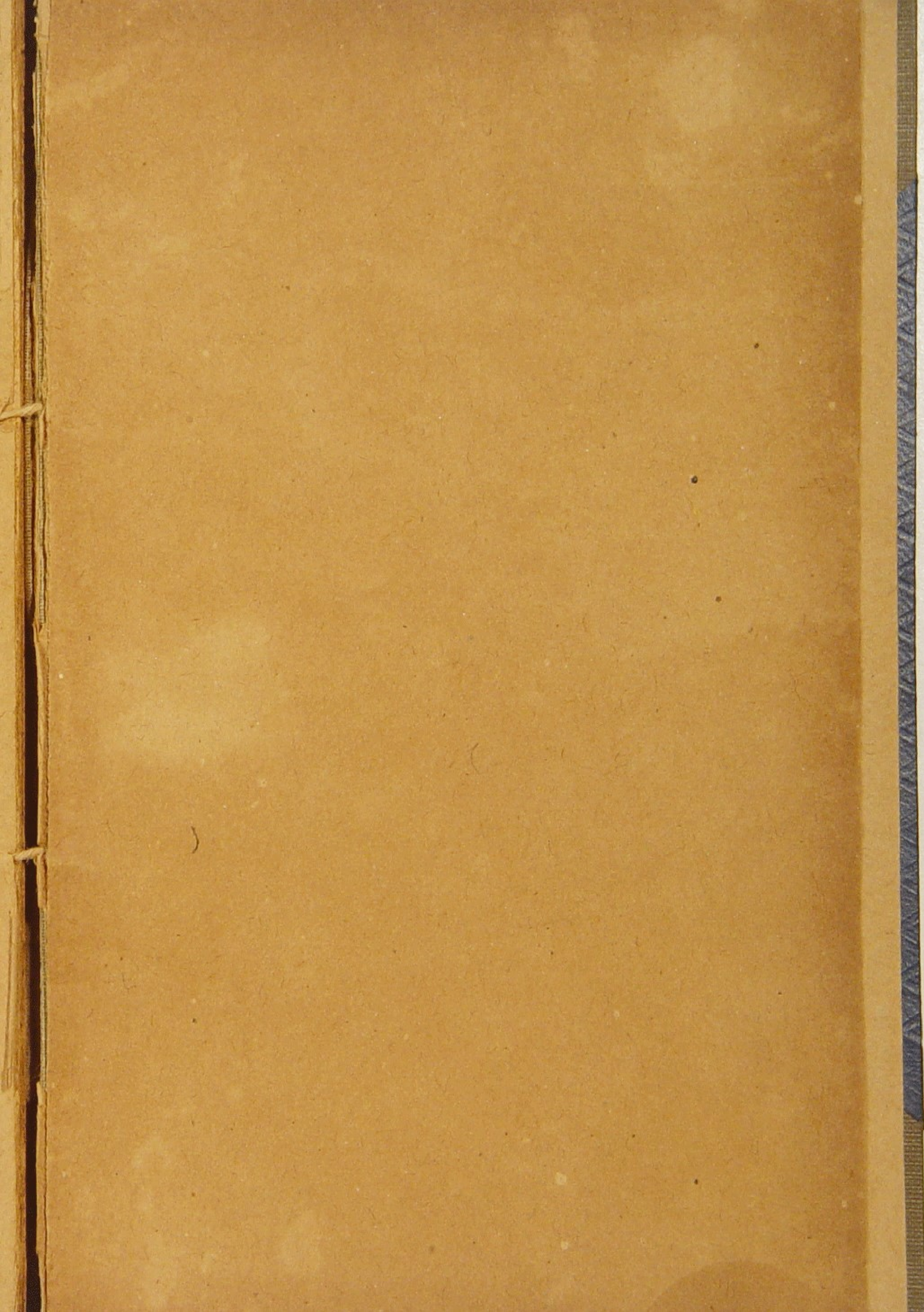


۱۳۵

20

11

28



حیات حیدر

جسمیں میسور کے الوالعزم شیردل۔ سخت جان اور جانباز سپہ سالار اور نواب
حیدر علی کی زندگی کے حالات۔ اُسکی نظام دکن۔ نواب ارکاٹ [illegible]
مرہٹوں اور انگریزوں سے معرکہ کی جنگیں۔ اُسکی فوجی اور انتظامی قابلیت۔ اور
ایک سپاہی کی حیثیت سے بڑھتے بڑھتے ایک زبردست نواب اور فرمانروا
بن جانے کی مفصل کیفیت درج ہے

مؤلفہ
منور خاں ساغر اکبرآبادی مترجم و لٹریری اسسٹنٹ بائبل سوسائٹی لاہور

جسکو
بعد حصول جملہ حقوق دوامی از مؤلف
منشی رام اگروال بک مرچنٹ مہتمم تعلیمی کتبخانہ (پنجاب) لاہور
کی اجازت سے

حکیم رام کشن مالک تجارتی کتبخانہ شاہ عالمی دروازہ لاہور

نے

۱۹۱۳ء

میں

لائل مشین پریس لاہور میں طبع کرائی

مکمل علاج اسپان بالتصویر۔ اگر آپ
گھوڑوں کی سواری کا مزہ لوٹنا چاہتے ہیں
اور اپنے گھر میں گھوڑے رکھنا اعلیٰ شان خیال
کرتے ہیں۔ تو ضرور اس نایاب تحفہ کتاب ہذا
کو خرید کر اپنے رکھیں۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے
کہ جسکی التعریف ہو [illegible] اگر علم [illegible] جانے
جائے۔ تو ممکن ہے۔ اسمیں معلومات خرید و
فروخت اسپان شناخت۔ عمر و تند مزاجی گھوڑے
کو چلانا۔ ہدایات متعلقہ شہسواری و علامات
صحت و بیماری معہ تشخیص۔ تمام اندرونی بیرونی
امراض سکے اسباب۔ علامات مشرح طور پر مندرج
ہیں۔ حوادث و صدمات ناگہانی شناخت
اور علاج۔ غرضیکہ گھوڑوں کے متعلق تمام گر
بالتشریح درج کر دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا
خریدنا گویا ایک چابک اسوار یا سوداگر اسپان
کا دماغ خرید لینا ہے۔ کسی کا بھی محتاج ہونا
نہیں پڑتا۔ قیمت صرف۔ (عہ ر)

سمو شیگا کا بھیڑا۔ یعنی ہر فن مولا حصہ دوم۔
یہ وہ عجیب و غریب اور مفید عام کتاب ہے۔ جسمیں
جاپان کی بہت سی صنعتوں کے مکمل بیانوں کے
علاوہ جو جاپانی زبان سے ترجمہ کی گئیں کئی
انگریزی کتابوں سے مدد لیکر یورپ کی مفید عام
صنعتوں کا مکمل بیان کیا گیا ہے۔ اور علاوہ ازیں
اسمیں ہندوستان کی اُن بشمار صنعتوں کا بیان
جنکو کاریگروں [illegible] بازیافت کرکے درج کیا گیا
ہے جنکو آجکل مردہ صنعت خیال کیا جاتا ہے
نہایت قابل دید ہے قیمت صرف۔ (۱۲ر)

چلتا جادو۔ یعنی ایک نہایت مفید اور
پُر اسرار کتاب۔ جسمیں تسخیر کے عمل اور ہمزاد کو
قابو میں لانے کیلئے عام سہل طریقے اور علم مقناطیسی
یعنی مسمریزم کے ابتدائی حالات۔ اور اسکے ذریعہ
امراض کا معالجہ سہل طریقوں میں بتلایا گیا ہے قیمت (۱ر)

بنگال کا جادو۔ اسمیں اوّل سے آخیر تک
عملیات۔ جنتر منتر تنتر۔ سحر و طلسم وغیرہ
درج ہیں۔ جو ایک بھی خطا نہیں کرتے جس
سے ہر ایک آدمی دلی تمنا پوری کر سکتا ہے
اور دشمن سے اپنا کام نکالنا اور بدلا لینا تو
درکنار۔ دور دراز کے آدمی کو بھی اپنی اطاعت
میں کر سکتا ہے۔ اور اسمیں چلہ وغیرہ کی تکلیف
نہیں ہے۔ ہر ایک کام بخوبی انجام ہونیکی شرط قیمت (۱ر)

جادو کی نئی کل۔ اسم بامسمیٰ قابل دید کتاب
ہے۔ قیمت صرف۔ (۱۴ر)

باب ۱

حیدر علی کے بزرگ خاندان میسور

میسور جو جنوبی ہند میں واقعہ ہے کسی زمانہ میں بڑی شان و عظمت پر تھا اس ملک کے کارنامے مشرقی ملکوں کی تاریخ میں ایک نمایاں رتبہ رکھتے ہیں اس ریاست کا بانی حیدر علی تھا جو ایک قسمت آزما مرد تھا اگرچہ اسکی قایم کی ہوئی خدمت صرف ۳۸ سال کے عرصہ تک قایم رہی۔ کیونکہ حیدر علی کے بیٹے ٹیپو سلطان کی وفات کے ساتھ میسور کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ تاہم واقعات اور معرکہ آرائیاں اس ۳۸ سال کے زمانہ میں ہوئیں۔ کہ انکو بڑی شہرت حاصل ہے

حیدر علی کے نسب و حسب کی مورخین میں باہم اختلاف ہے ایک مورخ نے اسے نسل قریش میں سے بتلایا ہے یہ مورخ لکھتا ہے کہ حیدر علی کا جد امجد جسکا نام حسن تھا اور جو اپنے کو یحیی کی اولاد میں سے بتلاتا تھا۔ بغداد سے اجمیر میں آبسا تھا۔ جہاں اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اس لڑکے کا نام ولی محمد رکھا گیا حسن اور اسکے ماموں سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا جس کے بعد گلبرگہ کو منتقل سکونت کرکے میسور کے مشرقی حصہ میں مقام کولار میں جا بسا اور وہیں ۱۶۷۸ء کے قریب انتقال کر گیا اسکے چار بیٹے تھے۔ سب سے چھوٹے بیٹے کا نام فتح محمد تھا۔

فتح محمد سن بلوغ کو پہونچکر فوج میں بھرتی ہوگیا اور گنجی کوٹہ کے محاصرہ میں اپنے جوہر قابلیت دکھلاکر اس نے شہرت حاصل کرلی۔ سیرا کے صوبہ دار نے اسکی مردانگی سے خوش ہوکر اسے نایک کے عہدہ پر ترقی دیدی۔ فتح محمد کو صوبہ داروں کے جلد جلد تبدیل ہونیکے باعث ارکٹ اور چنور میں فوجی خدمت پر جانا پڑا وہاں بھی اُسنے اپنے نام و نمود کو بہت کچھ بڑھا لیا۔ آخر کار وہ میسور کو واپس چلا آیا جہاں اسے فوجداری یعنی سپہ سالار کے منصب پر مامور کردیا۔ اور بوڈی کوٹہ جاگیر میں عطا کیا فتح محمد نے پہلے تو ایک سیدانی سے شادی کی جسکے بطن سے تین بیٹے ہوئے دوسری دفعہ اسنے ایک

[illegible]

تھا وہ اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہہ کر معہ اپنے دو بیٹوں علی محمد اور ولی محمد کے جنوبی ہند میں چلا آیا تھا
اور ریاست حیدرآباد کے شہر الند میں سکونت اختیار کرلی تھی اس شہر سے نقل سکونت کرکے
علی محمد و ولی محمد سیرا (واقع میسور) کے صوبہ دار کے پاس پہنچے اور فوج میں بھرتی ہوگئے
جہاں سے وہ کولار میں جا بسے۔ یہاں علی محمد کا انتقال ہوگیا مگر اسکی بیوی اور بیٹے فتح محمد کو اسکے
بھائی ولی محمد نے گھر سے نکالدیا یہ حسب و نسب زیادہ درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ مورخین
کی کثرت رائے اسکے خلاف ہے۔

جو ملک آجکل میسور کے نام سے مشہور ہے اسکے ان فرمانرواؤں کی تاریخ جو حیدر علی اور ٹیپو سلطان
سے پہلے فرمانروائی کرچکے تھے مختصر الفاظ میں اسموقعہ پر بیان کردینا خالی از لطف نہوگی حیدر علی
سے پہلے اسکا ملک کا ایک ہی فرمانروا نہ تھا بلکہ اسکے مختلف حصوں پر مختلف خاندانوں کے لوگ حکمران
تھے اور اس ملک کا نام پہلے میسور نہ تھا پانچویں صدی لیکر بارہویں صدی تک کدمبا گنگا چلوکیا
اور دیگر خاندان حکمرانی کرتے رہے مگر ان خاندانوں نے اپنے زمانہ کے نظم حالات نہیں چھوڑے
البتہ ان سنگ نوشتوں پر جو مندروں کے صحن میں حکمرانوں نے اپنی فیاضی کے کارناموں کے طور پر
قائم کئے انکے نام اور حسب نسب ضرور کندہ ہیں ان خاندانوں کے زوال پر اس ملک میں ہویسلوں کی
حکومت قائم ہوئی جنکی عہد حکومت کی یادگار وہ خوبصورت مندر ہیں جو ہلیبید اور بیلور میں پائے جاتے
ہیں ان مندروں میں انکے بنانیوالوں نے فن تعمیر دکھایا اور انھیں انواع و اقسام کی نقش و نگار
کھودے گئے ہیجانگر کے حکمرانوں کے شکل میں مقام ہمپی آجتک موجود ہیں۔ اور ان سے اس
خاندان کے حکمرانوں کی شان و عظمت کی تصدیق ہوتی ہے۔

اٹھارہویں صدی کے شروع میں اس ملک میں چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کا دور دورہ تھا
جو مختلف حصوں میں فرمانروائی کرتے تھے۔ ان فرمانرواؤں کا لقب پالیگار تھا۔ انہیں سے بیدنور اور
چتل درگ کے حکمران زیادہ مشہور اور سربرآوردہ تھے۔ لیکن اس حصہ کے فرمانروا جو دراصل میسور کے
تھے انہوں نے بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو فتح اور الحاق کے ذریعہ اپنے قبضہ میں کرلیا۔ یہ خاندان ووڈیار
کہلاتا تھا اس خاندان کی حکومت چکودیوراج کی وفات ۱۷۰۴ء میں زمانہ حال کے میسور کے نصف

کا قبضہ ہوا اور یہیں وہ تھے ملک گیری کیلئے ... میں چلا آیا تھا۔ جب دونوں بھائی میسور کے قریب ہدی ناڈی میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہاں کا حکمران مخبوط الحواس ہے۔ اسکی بیٹی ہے جسکے ساتھ ایک اور راجہ زبردستی شادی کرنی چاہتا ہے اور دھمکی دیتا ہے کہ اگر شادی منظور نہ کی جائیگی تو وہ اسکے ملک پر قبضہ کر لیگا۔ ان دونوں بھائیوں نے اس راجہ کو کسی حکمت سے قتل کر کے خود اسکے ملک پر قبضہ کر لیا اور وجیا نے مصیبت زدہ لڑکی سے شادی کر لی۔ اور ساتھ لنگایت فرقہ میں جو شروع میں متحد تھا شامل ہو گئے اس خاندان کے حکمرانوں نے اس حکومت کو قائم کیا تھا جو آجکل میسور کے نام سے مشہور ہے مگر وہ اپنے سے پہلے فرمانرواؤں کے خلاف غیر ملک والوں میں سے تھے۔

کوئی دو صدی تک تو میسور میں چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں کی حکومت رہی لیکن راج ودیار نے جو وجیا راج کی ساتویں پشت میں تھا۔ بیجانگر کی سلطنت کی کمزوری سے جو معرض زوال میں تھی فائدہ اٹھایا اسنے ۱۶۱۰ء میں سرنگاپٹم (زمانہ حال کا سرنگاپٹم) قبضہ کر کے اسے اپنا پایہ تخت قرار دیا اسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس نے لنگایت مذہب کو ترک کر کے وشنو مذہب کو اختیار کر لیا۔ وہ اور اسکے جانشین فتوحات کے ذریعہ اپنی حکومت کو وسیع کرتے رہے یہانتک کہ چکا دیو راج کی وفات پر انکی آمدنی اور محاصل بہت زیادہ ہو گئے تھے اور اورنگزیب اسکے ملک پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتا تھا مگر چکا دیو راج نے ۱۶۹۹ء میں اسکی خدمت میں ایک سفارت بھیجکر اسے خوش کر لیا اورنگزیب نے سفیر کی بڑی مدارت کی اور راجہ جگ دیو کا خطاب عطا فرما کر ہاتھی دانت کا ایک تخت بھی عطا کیا جسپر بیٹھکر اسکے جانشین تخت نشینی کی رسم ادا کرتے تھے۔ چکا دیو راج بذاتہ خود بہادر جنگجو تھا اور لائق مدبر و منتظم تھا لیکن اسکے جانشین قابل نہ نکلے اور تمام اختیارات وزیروں کے ہاتھوں میں چلے گئے جو حکمرانوں کو کٹھ پتلی کی مانند نچاتے تھے اور بالآخر اس ملک کے حکمران اپنی سلطنت کے بارسوخ اور زوردار لوگوں کی مرضی کے موافق گدی پر بٹھائے اور تخت سے اتارے جانے لگے دوڈا کرشنا راج کی وفات جو ۱۷۳۱ء میں واقع ہوئی اصلی خاندان کے لوگوں کے قبضہ سے ملک کی حکومت نکل گئی اور نئے حکمرانوں کا انتخاب دلوائی یعنی سپہ سالار کی مرضی پر موقوف ہو گیا۔ جس نے حکومت کے سارے اختیارات اور منصب کو غصب کر لیا تھا۔

ڈ جیا راج سنہ ۱۳۹۹ء

راج ووڈیار سنہ ۱۵۷۸ تا ۱۶۱۶ء

چکا دیو راج عرف دیو راج اصغر سنہ ۱۷۰۴ء

کانٹھیرے راے عرف گونگا راجہ سنہ ۱۷۰۴ و ۱۷۱۴ء

دوڈا کرشنا راج عرف کرشنا راج اکبر سنہ ۱۷۱۴ و ۱۷۳۱ء

چامراج (متبنےٰ) سنہ ۱۷۳۱ و ۱۷۳۴ء یہ راجہ قیدخانہ میں فوت ہوا

چکا کرشنا راج عرف کرشنا راج اصغر سنہ ۱۷۳۴ و ۱۷۶۶ء (متبنےٰ تھا)

نانزراج سنہ ۱۷۶۶ و ۱۷۷۰ء

چامراج سنہ ۱۷۷۰ و ۱۷۷۶ء

چامراج ساکن کارڈالی۔ (یہ متبنےٰ تھا) اس کو تخت حیدرعلی نے بیٹھایا تھا سنہ ۱۷۷۶ و ۱۷۹۶ء

ممادی کرشنا راج عرف کرشنا راج سویم ۱۷۹۶ و ۱۸۶۸ء

باب ۲

حیدرعلی کی شہرت کا آغاز اور جنوبی ہند کی حکومت پر نزاع

شاہ جہان کے عہد میں جب اورنگ زیب دکن کا نائب السلطنت تھا کرناٹک کے ایک بڑے حصہ پر شاہ بیجاپور کی سپاہ نے زیر کمان رندولہ خاں اور سیواجی کے ساہوجی تخت و تاراج کر دیا جب اورنگ زیب تخت پر بیٹھا تو اسنے مرہٹوں اور بیجاپور کے مسلمان حکمرانوں کو زیر کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ اس نے بیجاپور پر سنہ ۱۶۸۶ء میں قبضہ کر لیا۔ اور سیرا کو سلطنت دہلی کے

...کیا تھا۔ درگاہ قلی خان مامور ہوا تھا یہ شخص ... میں اس منصب پر مامور کیا گیا تھا
قلی خان کے بعد اسکا بیٹا عبدالرشید خان نائب السلطنت کے منصب پر مامور کیا گیا۔ فتح محمد
عبدالرشید خان کے دربار میں ملازم تھا۔ اور سعادت اللہ خان نواب آرکٹ کیساتھ جنگ کرنے میں فتح محمد
اور عبدالرشید خان دونوں مارے گئے۔ دکن میں جو صوبہ دار یا نائب عبدالرشید خان کے بعد مقرر کیا
گیا۔ اس نے فتح محمد کے بچوں اور بیوی کو بہت ستایا اور اپنے ملک سے نکال دیا۔

فتح محمد کا مفلوک الحال خاندان دکن کو خیرباد کہہ کر بنگلور میں جا بسا۔ جب اسکا بڑا شہباز سن
بلوغ کو پہونچکر ہوشیار ہوا۔ تو اس نے بنگلور کی فوج میں ملازمت کر لی۔ مگر اپنی حسن لیاقت سے
جلد ترقی کر کے منصبداروں میں داخل ہو گیا۔ اسکو دو سو سواروں اور ایک ہزار سپاہیوں کی منصبداری
مل گئی۔ جب میسور کے دیوان نے قصبہ دیوان ہالی کو جو بنگلور سے [illegible] میل شمال کو واقع ہے
فتح کرنیکے لئے ایک فوج روانہ کی تو اسمیں شہباز کے سوار اور پیادے بھی شامل تھے۔

جب شہباز اس مہم میں شریک تھا تو اس سے اسکا بھائی حیدر علی بھی آملا۔ اگرچہ حیدر علی
اسوقت فوج میں ایک والنٹیر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ لیکن اپنی مردانگی اور بہادری سے اسنے
بڑا نام پیدا کر لیا تھا۔ اگرچہ اس زمانہ میں اسکے اطوار پسندیدہ نہ تھے اور دات سے کمینہ باتوں کا شوق تھا وہ بُرے
اشغال میں مبتلا رہتا تھا۔ تاہم نشہ زور اور لڑاکا ہی تھا۔ وہ جاہل مطلق تھا اسے الف کے نام لیے
بھی نہیں آتا تھا۔ اور نہ اس نے عمر بھر پڑھنا لکھنا سیکھا اس زمانہ میں بہت سے چھوٹے چھوٹے
راجہ مہاراجے۔ نواب اور امراء معروف کاغذات پر دستخط کرتے یا اپنی مہر لگانے پر ہی اکتفا کیا کرتے تھے
دیونت آجکل بھی ہندوستان میں صوبہ اور ایسے میں چھوٹے چھوٹے حکمران جاہل مطلق ہیں جو اپنی
مہر اپنے ملکی کاغذات پر لگاتے ہیں۔ بعض مہر میں ہوتا ہے۔ بعض میں شیر کا سر بعض میں شنکھ اور
بعض میں کسی اور چیز کی تصویر ہوتی ہے۔

اس زمانہ میں ریاست میسور کا وزیر نانراج تھا۔ وہ حیدر علی سے اسکی دلاوری اور مردانگی کے
باعث بے حد خوش ہوا۔ اس نے حیدر علی کو ایک چھوٹی سی فوج کا کمانڈر بنا دیا۔ اور ناصر جنگ
نظام الملک کے حکم کے موافق تھوڑے ہی عرصہ بعد آرکٹ کو ایک فوج روانہ کی گئی تو نانراج کا
بھائی اور حیدر علی دونوں اسکے سپہ سالار مامور کئے گئے۔

گئے۔ اورنگ زیب کے جانشینوں سے کوئی لائق اور حوصلہ مند شخص نہیں تھا اس سبب سے مغلوں کی
قوت کو زوال ہونے لگا۔ یہانتک جنوبی ہند میں مغلوں کے جو صوبہ دار تھے وہ یا خود مختار بن بیٹھے یا اُن
مرہٹوں اور پٹھانوں کی فوج سے دب کر رہنے لگے۔ گویا ایک طرح پر انکے حلقہ بگوش بن گئے
سب سے پہلے نظام الملک نے علم بغاوت بلند کیا اور مغلیہ حکمرانوں کی حکومت سے نکلکر خود مختار
بن بیٹھا۔ نظام الملک کی نسبت مشہور ہے کہ وہ خلیفہ ابوبکر کی نسل سے تھا اسکے دو بزرگ
محمد بہاؤالدین بغدادی بانی خاندان فخر اے نقشبند اور شیخ شہاب الدین سہروردی تھے آخر الذکر
ایک بڑے بھاری صوفی اور درویش کامل گذرے ہیں۔ اسکے خاندان کے چند لوگ نواح بغداد سے نقل سکونت
کرکے ریاست پٹیالہ میں قصبہ سمانا میں آبسے۔ اسی خاندان کا ایک شخص عابد خان نامی شاہی فوج
میں ایک عہدہ دار تھا اور جنگ گولکنڈہ میں مارا گیا۔ اسکے بیٹے شہاب الدین عرف غازی کو شاہ دہلی
نے گجرات کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ غازی کا بیٹا قمر الدین چین قلیچ خان ۱۷۱۳ء میں نظام الملک کے
لقب سے دکن کا نائب السلطنت مقرر کیا گیا اسطرح پر نظام الملک کے خاندان کی بنیاد پڑی

نسب نامہ خاندان نظام

خواجہ عابد قلیچ خان گورنر اجمیر

میر شہاب الدین عرف غازی الدین حاکم گجرات

میر غازی الدین علیخان — دختر

میر ناصر الدولہ جنگ مغل

میر نظام علیخان — پنجم نظام — ۱۷۹۱ و ۱۸۰۳ء

میر شجاع الملک — صلابت جنگ

میر آصف الدولہ صلابت جنگ — چہارم نظام — ۱۷۵۹ و ۱۷۶۱ء

میر محمود ناصر جنگ — دوم نظام — ۱۷۴۸ و ۱۷۵۰ء

حیدر محمد نواب بادنی

ہدایت محی الدین — مظفر جنگ — سوم جنگ — ۱۷۵۰ و ۱۷۵۱ء

میر سجان علیخان — فریدوں جاہ — دیگر پانچ فرزند

میر اکبر علیخان سکندر جاہ — ششم نظام — ۱۸۰۳ و ۱۸۲۸ء

میر احمد خان علیجاہ

ایک بڑی بھاری فوج روانہ کی۔ تو جبکا سپہ سالار ذوالفقار خاں بنایا گیا۔ اور نائب سپہ سالار داؤد خان
جنجی کا قلعہ جنوبی ارکاٹ میں پہاڑی پر واقع ہے یہ قلعہ نہایت مستحکم اور زبردست ہے اس وقت
قلعہ پر شیواجی کے بیٹے راجہ رام کا قبضہ تھا یہ قلعہ ۱۶۹۸ء میں فتح کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ اسکا مقام آب و ہوا
خراب تھی اسلیئے پایہ تخت ارکاٹ میں رکھا گیا صوبہ ارکاٹ کا صوبہ دار قاسم خان مقرر کیا گیا
لیکن اسے ایک شخص نے قتل کر دیا۔ اسکے بعد ذوالفقار خان صوبیدار بنایا گیا اور اسکے بعد
داؤد خاں۔ داؤد خان ایک زبردست شخص تھا اور دہلی میں تخت کے وارثوں میں نزاع پیدا ہوئی
تو شاہ عالم نے اسے اپنی امداد کیلئے دہلی بلا لیا اس نے بڑی کوشش اور جانفشانی کیساتھ شاہ عالم
کو تخت شاہی پر بٹھایا اسکی غیر حاضری ارکاٹ کی صوبیداری محمد سعید عرف سعادت اللہ خان کے
سپرد کر دی گئی تھی۔ یہ شخص ۱۷۱۰ء سے ۱۷۳۲ء تک بڑی کامرانی کے ساتھ حکمرانی کرتا
رہا۔ لیکن اسکے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اسلیئے اسکی وفات پر مسند صوبہ داری پر اسکا بھتیجا دوست
علیخان بٹھایا گیا۔ دوست علیخان نے میسور پر چڑھائی کی۔ لیکن راجہ چکا کرشنا راج کے مقابلہ
میں منہ کی کھائی دوست علیخان کے زمانہ میں اسکے داماد حسین دوست خاں نے جو چندا صاحب کے
نام سے مشہور ہے مکر و فریب کے ذریعہ سرزمین ترچناپلی پر قبضہ کر لیا۔ آخر کار انگریزوں کے حلیف
فرانسیسیوں کی طرفداری کی دوست علی کے بعد ارکاٹ کی نوابی صفدر علی کو ملی مگر یہ شخص ۱۷۴۲ء
میں قتل کر دیا۔ اسکے صغیر سن بیٹے محمد سعید کو نظام الملک نے اسکی جگہ ارکاٹ کا نواب بنا دیا لیکن
اسے حریفوں نے ایک ہی سال کے اندر تہ تیغ کر دیا اسکے بعد اسکا اتالیق انوار الدین کو
نظام الملک کی مدد سے ارکاٹ کی نوابی ملگئی

ارکاٹ کے نوابوں کا شجرہ

محمد سعید عرف سعادت اللہ خان ۱۷۱۰ تا ۱۷۳۲ء

دوست علیخان جو سعادت اللہ خان کا بھتیجا ۱۷۳۲ تا ۱۷۴۰ء

دختر جو حسین دوست خان عرف چندا صاحب کو بیاہی گئی تھی

صفدر علیخان جو قتل کیا گیا ۱۷۴۰ تا ۱۷۴۲ء

محمد سعید خان ۱۷۴۲ تا ۱۷۴۴ء

انوار الدین ۱۷۴۴ تا ۱۷۴۹ء

والاجاہ محمد علی ۱۷۴۹ - ۱۷۹۵ء

محفوظ خان

۱۷۹۵ تا ۱۸۰۱

نام بھی باقی نہیں رہا کیونکہ انکا چراغ گل ہو گیا البتہ سوا انور کے نواب کے خاندان میں ابھی تک
حکمرانی چلی آتی ہے۔ صوبہ بمبئی ضلع دھاروار میں اسی خاندان کے ایک شخص کے پاس پچیس
مواضعات کی املاک اب بھی ہے اسے نواب کا خطاب بھی حاصل ہے اور املاک کی آمدنی کوئی
۷۰۰ پونڈ سالانہ ہے آجکل ایک پونڈ پندرہ روپیہ کے برابر ہے مزید برآن ایک ہندو راجہ بھی تھا
جسکا نام مراری راؤ گھورپارہ تھا مراری کے خاندان میں راجہ سندور ہے جسکی ریاست ۱۴۰ میل مربع
اراضی میں ہے اور صوبہ مدراس کے ضلع بلاری میں واقع ہے آمدنی ریاست کی کوئی ۱۴۵۰۰ پونڈ ہے

یہ سب نواب اور مراری راؤ نام کے تھے اور نظام دکن کے ماتحت اور باجگذار تھے۔

ان بے لطف واقعات سے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ناظرین کو آئندہ واقعات کے سمجھنے اور
ذہن نشین کرنے میں بڑی مدد ملیگی۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ کہ قمرالدین نے جو نظام الملک تھا
۱۷۴۸ء میں قضا کی اُسنے اپنے نواسے مظفر جنگ کو اپنا جانشین قرار دیا تھا لیکن اسکا بیٹا
ناصر جنگ جو ایک صاحب حوصلہ شخص تھا اسے یہ بات کب گوارا ہو سکتی تھی کہ وہ نظام الملک کے
منصب پر مامور کیا اور اسکی بہن کا بیٹا نائب السلطنت کی مسند پر بیٹھ کر حکمرانی کرے اور اسے اسکا محکوم
اور حلقہ بگوش رہنا پڑے اس سے ناصر جنگ اور مظفر جنگ دونوں میں نظامت کیلئے جھگڑا ہوا
خوش قسمتی سے ناصر جنگ اپنے باپ کی وفات کے وقت دکن میں موجود تھا اور مظفر جنگ شاہ دہلی کے دربار میں تھا اس سے
موقع پاکر ناصر جنگ مسند نظامت پر بیٹھ گیا۔ اس نے نوابان کڈپاہ کرنول۔ سوا انور اور مراری راؤ سے
امداد مانگی مزید برآن اس نے راجہ میسور سے بھی مدد کی درخواست کی جو برائے نام نظام کا باجگذار تھا
ارکاٹ سے محمد علی اور انگریزوں کی طرف سے میجر لارنس صاحب معہ ایک فوج کے ناصر جنگ کی
امداد کیلئے روانہ کیے گئے۔

دوسری طرف سے مظفر جنگ کی سپاہ تیار ہوئی اسکی مدد پر چندا صاحب معہ سپاہ کے آمادہ
ہو گیا۔ فرانسیسوں نے جو انگریزوں سے خائف تھے ایک فوج مظفر جنگ کی مدد کیلئے
کرنیل بسے کی زیر کمان روانہ کی اس موقع پر ہم انگریزوں اور فرانسیسوں کے باہمی نزاع کو قصداً قلم انداز
کئے دیتے ہیں۔ کیونکہ اسکا تعلق مظفر جنگ اور ناصر جنگ کے باہمی نزاع سے نہیں ہے اگر ناظرین

البتہ اس مضمون کے متعلق صرف اسقدر بیان کافی ہوگا کہ فرانسیسی ہندوستان میں اپنی حکومت قائم
کرنی چاہتے تھے انہوں نے اسکی بنیاد ڈال دی تھی۔ اور جنوبی ہند کی فرمانروائی حاصل کر لی تھی
اس ملک میں انکا دور دورہ تھا انکا گورنر ڈوپلے ایک بڑا جانباز مدبر تھا اگر اسے اپنے ارادوں میں کامیابی
نصیب ہو جاتی تو آج ہندوستان میں فرانسیسیوں کا جھنڈا لہراتا ہوتا۔ لیکن اسکی سرکار نے اس
کی تجاویز سے بے اعتنائی کا برتاؤ کیا۔ کچھ تو اس سبب سے اور کچھ دیگر یورپین اقوام اور خصوصاً انگریزوں
کی رقابت سے اسے اپنے منصوبوں میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور سلطنت کا خواب جو اس نے دیکھا تھا
پراگندہ ہوگیا۔ فرانس کی سرکار نے ڈوپلے کو ۱۷۵۴ء میں واپس بلا لیا۔ اور اسے مورد الزام
قرار دیا۔ وہ چند ہی سال بعد مغموم دل شکستہ و مفلوک الحال مرا

انگریزوں اور فرانسیسیوں نے ناصر جنگ اور مظفر جنگ کی امداد انکے حقوق کے لحاظ سے نہیں
کی بلکہ اس خیال سے کہ وہ انکی امداد کے صلہ میں انکے فوائد کو ترقی دیں۔ ڈوپلے اچھی طرح جانتا تھا
کہ نظام ایک غاصب ہے اور نواب ارکاٹ اسکا ماتحت۔ وہ جب چاہے اسے تخت سے اتار دے اب
چندا صاحب ایک حقدار اور جائز فرمانروا تھا اسلیئے اس نے چندا صاحب کی طرفداری کی چندا صاحب
ڈوپلے کا ممنون احسان تھا کیونکہ اس نے اسکے خاندان کے ساتھ پانڈیچری میں بڑا اچھا سلوک کیا
اور اسے مرہٹوں کی قید سے رہائی دلائی۔ چندا صاحب کی خاطر ہی سے ڈوپلے نے مظفر جنگ کی حمایت
کی اور نیز محض اسخیال کی بنا پر کہ شائد ایسا کرنے سے وہ انگریزوں کے اقتدار اور رسوخ کو نواح
ہند میں کوئی صدمہ پہنچا سکے۔ اسکی ساری چال یہی تھی۔

ادھر انگریزوں نے ناصر جنگ اور اسکے جانشین محمد علی کی امداد کا بیڑہ اس لیے اٹھایا کہ شائد
اس کارروائی سے ڈوپلے کے اقتدار اور رسوخ کو نقصان پہنچ سکے

آخر کار دونوں حریفوں کا میدان جنگ میں مقابلہ ہوا۔ اور پہلے ہی معرکہ میں ناصر جنگ کو فتح
نصیب ہوئی اسکی کامیابی کا ایک گونہ سبب فرانسیسی سپاہ کی بغاوت تھی۔ مظفر جنگ شکست
کھا کر بھاگا۔ لیکن گرفتار کر لیا گیا۔ البتہ چندا صاحب ہاتھ نہ آیا اور بھاگ کر پانڈیچری جا پہنچا لڑائی
ختم ہونیکے بعد ناصر جنگ ارکاٹ کے قلعہ میں چلا گیا۔ لیکن اسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد ڈوپلے نے
دلاور کرنیل بسی کے زور سے قلعہ جنجی پر قبضہ کر کے پٹھانوں نوابوں کو پھر اپنی طرف مائل کر لیا اس سے

[illegible] ترچناپلی

اس موقعہ پر سپاہ میسور کی مردانگی کے خوب ہی جوہر دکھلائے۔ اس موقعہ پر حیدر علی نے اپنے رفیق فرمانروا ایدر کی مدد سے نظام الملک کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ اور فی الفور وہاں سے چل پڑا اور میسور جا پہنچا

حیدر علی پھر ۱۷۵۱ء میں میدان جنگ میں نظر آیا۔ اسوقت میسور کی ایک رسالہ کا کمانڈر ہو کر دلوائی کے حکم سے محمد علی کی مدد کو گیا تھا جس نے ترچناپلی کو راجہ میسور کو دیدینے کا وعدہ کیا تھا اسوقت جو جنگ چھڑی تھی وہ ۱۷۵۴ء میں ایک صلح نامہ کی رو سے جو فرانسیسیوں کے حق میں مفید تھا ختم ہوئی۔

لیکن اس جنگ میں میسور کی سپاہ کے کمانڈر انچیف نے دونوں پہلو خوب اچھی طرح بچائے وہ انگریزوں اور فرانسیسیوں دونوں سے ملا رہا۔ مگر آخر کو بالکل فرانسیسیوں کی طرف ڈھل گیا۔ اس نے ترچناپلی کے حاصل کرنیکے لئے بہت سا روپیہ خرچ کیا مگر اسے اپنے ارادوں میں ناکامی رہی۔ اور محمد علی دغا بازی سے ناخوش ہو کر ۱۷۵۵ء کو میسور کو واپس چلا گیا۔

اس جنگ میں سب سے زیادہ نفع حیدر علی نے اٹھایا۔ علاوہ خزانہ حاصل کرنے کے اس نے انگریزوں کی چند توپیں ترچناپلی اور تنجور کے بیچ میں گرفتار کرلیں۔ اور اپنی فوج کی طاقت کو بڑھا لیا۔ اس سے اسکی غیر تعلیم یافتہ اور بے قاعدہ فوج کے علاوہ اسکے پاس پندرہ سو سوار اور تین ہزار پیادے ہوگئے۔ حیدر علی بذات خود جاہل مطلق تھا۔ لیکن اسے خوش قسمتی سے ایک ماہر برہمن کھانڈے راؤ مل گیا۔ جو ایک تعلیم یافتہ شخص تھا۔ اس سے حیدر علی نے کچھ پڑھنا لکھنا۔ اور اس سے اسے لوٹ مار میں بھی بہت مدد ملی۔

اگرچہ کھانڈے راؤ تعلیم یافتہ تھا۔ لیکن حیدر اپنی زبردست یادداشت اور دماغی قابلیت کے باعث اسے بہت سی باتوں میں دھوکہ دیدیا تھا۔ میسور کی سپاہ ان جھگڑوں سے ۱۷۵۵ء میں علیحدہ ہوگئی تھی۔ جسکے بعد ہی حیدر علی ڈنڈیگل کا فوجدار بنا دیا۔ ڈنڈیگل جو صوبہ مدراس کے ایک ضلع مدورا میں واقع ہے ان جھگڑوں کے واقع ہونے سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ کوئی دن پہلے ہی میسور نے حاصل کیا تھا۔ یہاں ایک زبردست قلعہ تھا۔ حیدر علی نے یہاں آن کر بذریعہ فرانسیسی سپاہی بلائے۔ اور ان کی مدد سے سامان جنگ کا ایک کارخانہ کھولا۔ اس نے اس نواح کے سرداروں اور امیروں کو لوٹ کر بہت سی دولت جمع کی۔ اور اپنی فوج کی تعداد بہت بڑھائی اس سے اسکی طاقت بہت بڑھ گئی۔ [illegible] میسور

میسور پر پیشوا کا حملہ

سب شاہ میسور نانراج کی سپہ سالاری میں ان جھگڑوں میں مصروف تھی۔ جنکا ذکر اوپر ہو چکا
تو نئے نظام حیدرآباد صلابت جنگ نے کرنیل بسی کی امداد سے جس کی جوانمردی کے فسانے اور کارنامے دکن
میں مشہور تھے۔ سرنگاپٹم پر چڑھائی کر کے بقایا خراج کے عوض ایک بڑی بھاری رقم طلب کی
اس رقم کا ایک ثلث بدقت تمام فراہم ہو سکا یہ ایک ثلث اٹھارہ لاکھ کے برابر تھا۔ دیوراج وزیر
ہر طرح پر کوشش کرتا رہا کہ یہ رقم بھی حملہ آوروں کو نہ دی جائے۔ لیکن جونہی کہ اسے یہ خبر ملی۔ کہ مرہٹے
میسور پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ تو اس نے خوف کے مارے کچھ لوٹ مار کے ذریعے
فراہم کیا اور کچھ روپیہ کے عوض شاہی جواہرات لیکر نظام کے حوالے کر دیئے۔ مرہٹوں کی چڑھائی
کی خبر درست نکلی کیونکہ ماہ مارچ ۱۷۵۷ء میں بالاجی باجی راؤ پیشوا کا یکایک پایہ تخت میسور میں
آ کودا۔ اور اس نے کچھ رقم کا مطالبہ کیا۔ جسمیں سے ۵ لاکھ روپیہ اسے فی الفور دیا گیا۔ اور
باقی رقم کی کفایت میں چند اضلاع اسکے سپرد کر دیئے گئے

اسی اثناء میں دیوراج اور نانراج میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ جس کے باعث حیدر علی میسور طلب
کیا گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو فوج کو تنخواہ نہ ملنے کے باعث بغاوت پر آمادہ پایا۔
اس نے جنکو بڑی مشکل سے اور چکنی چپڑی باتوں سے ذریعہ قابو میں کیا۔ جن لوگوں کے
حقوق اور دعوے سچے تھے۔ انکو روپیہ دیا۔ اور چار ہزار سپاہ کو تخفیف میں ڈالدیا۔ اور
انکے بانیوں کو گرفتار کر کے انکا مال و متاع ضبط کر لیا۔

جب مرہٹوں کی سپاہ اپنے ملک کو واپس چلی گئی تو حیدر علی نے بمشورہ چند رفیقوں کے ضلع
پونہ کی مالگذاری ادا کرنے میں ڈھیل کی۔ اسپر پیشوا ناراض ہو گیا اور اس نے ایک جماعت گوپال
ہری کی سپہ سالاری میں روانہ کی [illegible] میسور کے ملک میں شامل کر لے [illegible]
ہے۔ گوپال ہری نے میسور کی سرزمین میں داخل ہو کر [illegible]
کر کے سرنگاپٹم اور چینا پٹم پر قبضہ کر لیا [illegible] حیدر علی نے [illegible]

اٹھا دیا۔ اسکے بعد پھر عرصہ تک دونوں فوجیں ایکدوسرے سے لڑتی بھڑتی رہیں۔ لیکن آخرکار مرہٹہ راجہ اپنے حریف اور مدمقابل حیدر علی کی چالوں اور چستی و پھرتی سے عاجز آگیا۔ اس نے اپنی فوج واپس بلالی۔ مگر اس شرط پر کہ ریاست میسور بتیس لاکھ روپیہ مصارف جنگ کے عوض ادا کرے۔ سولہ لاکھ روپیہ تو جبریہ ٹیکس لگانے سے بہت جلد وصول ہو گیا اور باقی سولہ لاکھ کا ذمہ حیدر علی کیطرف مرہٹہ ساہوکاروں نے لے لیا۔ اور ضلع پونہ حیدر علی کو خراج وصول کرنیکے لیئے دیدیا گیا۔ جب مرہٹوں کی سپاہ واپس چلی گئی تو حیدر علی سرنگاپٹم پہنچا وہاں کے راجہ سے فتح حیدر بہادر کا خطاب حاصلکیا۔ یہ خطاب حیدر علی کو اسکی حسن خدمات کے صلہ میں عطا کیا گیا تھا اس سے پہلے وہ صرف حیدر نائک نام سے مشہور تھا۔ مگر خطاب ملنے کے بعد وہ اس خطاب کو ان تمام پاتوں کیساتھ استعمال کرتا رہا۔ جو اس نے دوسروں کو عطا کی تھیں

شجرہ خاندان پیشوا

بالاجی وشوا ناتھ ساکن سری وار دھن واقع چول ۱۷۱۴ و ۱۷۲۰ء

چمناجی

باجی راؤ بلال ۱۷۲۰ و ۱۷۴۰ء

رگھوناتھ راؤ عرف رگھوبا ۱۷۷۳ و ۱۷۸۴ء

بالاجی باجی راؤ ۱۷۴۰ و ۱۷۶۰ء

باجے راؤ رگھناتھ ۱۸۱۹ء — معزول کیا گیا

نرائن راؤ ۱۷۷۲ و ۱۷۷۳ء — قتل کیا گیا

مادہو راؤ ۱۷۶۱ و ۱۷۷۲ء — معزول کیا گیا

وسواس ۱۷۶۱ء کو جنگ پانی پت میں مارا گیا

دہندھو پانتھ عرف نانا صاحب یہ متبنے تھا مادہو راؤ نارائن

انگریزوں سے ۱۸۵۷ء کے غدر میں باغی ہو گیا تھا ۱۷۸۲ و ۱۷۹۵ء

باب ۷

حیدر علی کا زور پکڑنا اور فتح بیدنور

کی طاقت کو ضعف پہونچائے تاکہ ملک کی حکومت اسکے بیٹے کو ملجائے ۔ حیدر علی اسوقت سپاہ میسور پر پورا قابو یافتہ ہوگیا تھا ۔ رانی نے اسکی ذات سے فایدہ اٹھاکر نانزاج کو برطرف کرنے کی تدبیر سوچی ۔ یہ بات ایک مشہور کھانڈے راؤ کی مدد سے اسے حاصل بھی ہوگئی ۔ لیکن درصل فوجکی سپہ سالاری حیدر علی کے ہاتھوں میں تھی ۔ جو نصف ریاست کی مالگذاری بھی وصول کیا کرتا تھا اسلئے راجہ کو اگرچہ نانزاج کے پنجہ سے خلاصی ہوگئی ۔ تاہم اسے ایک دوسرے شخص (حیدر علی) کا دست نگر بنکر رہنا پڑا ۔

جب رانی نے دیکھا کہ میرے بیٹے کی وہی مثل ہوئی کہ ایک آفت سے نکلکر دوسری میں مبتلا ہوگیا ۔ تو اس نے کھانڈے راؤ سے مشورہ لیا اور یہ قرار پایا کہ مرہٹوں کی امداد بغیر کامیابی مشکل ہے ۔ چنانچہ اسکے لیئے کارروائی کی گئی ۔ اور ایک موقع پر جب حیدر علی سرنگاپٹم میں تھا ۔ اور اس کی بہت سی سپاہ مغربی گھاٹ کی بالائی حصہ میں مصروف کارزار تھی تو اسپر یکایک چڑھائی کی گئی ۔ اگرچہ حیدر علی بےخبری میں دشمنوں میں محصور ہونیکے باعث گبھرا گیا تاہم اسنے اپنے حواس کو جمع کرکے وہاں سے بھاگ جانے کی تدبیر سوچی ۔ اور اپنے خاندانکو وہیں چھوڑ کر سجات تمام معہ چند نامداروں یا رفیقوں کے گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگ آیا ۔ چوبیس گھنٹے ۸۹ میل طے کرگیا ۔

حیدر علی کو اپنی زندگی میں یہ ایک بڑا نازک موقع پیش آیا تھا اسکا مال و زر اور توپ خانہ سب کچھ غنیم کے قبضہ میں آگیا ۔ اسے صرف اس فوج سے کچھ توقع تھی جو اسکے سامنے مخدوم علی کی سپہ سالاری میں ضلع ارکاٹ میں جنگ کررہی تھی ۔ خود بھی کھانڈے راؤ نے حیدر علی ہی کی بدولت نام نمود اور مال و دولت پیدا کیئے تھے اسوقت اس نے ارادہ کرلیا تھا کہ حیدر علی کی فوج ارکاٹ میں اسے تباہ و پامال کردے مگر حیدر علی کا نصیبہ زبر تھا ۔ اسکے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا ۔

جب کھانڈے راؤ مرہٹوں کی امداد سے حیدر علی کی سرکوبی کی فکر کررہا تھا تو پیشوا کی فوج احمد شاہ ابدالی کی سپاہ سے میدان پانی پت میں جنگ کررہی تھی ۔ یہ ۱۷۶۱ء کا واقعہ ہے کھانڈے راؤ اپنے منصوبے گانٹھ رہا تھا کہ پانی پت سے پیشوا کی شکست کی خبر آئی ۔ اسلئے مرہٹہ سپاہ جو ریاست میسور میں ولیاجی پنڈت کی سپہ سالاری میں مقیم تھی وہ فی الفور پونہ طلب کیگئی ۔ کھانڈے راؤ حیدر علی

جب حیدر علی کے سر پر سے آفت ٹل گئی اور اسے کچھ اطمینان حاصل ہوا۔ تو وہ مع فوج
کے کھانڈے راؤ پر چڑھ آیا۔ اسوقت کھانڈے راؤ نان جان گڈھ میں تھا جو سرنگاپٹم سے ۲۹ میل
جانب جنوب واقع تھا۔ آخرکار حیدر علی کو شکست ہوئی اسوقت حیدر علی نے نانراج سے جو
سابق میں ریاست میسور میں وزیر اعظم تھا امداد طلب کی۔ مگر وہ شخص صاحب اختیار نہ ہونے
کے باعث حیدر علی کو دلوائی یعنی سپہ سالار کا خطاب تک نہ دے سکتا تھا۔

حیدر علی نے ایسی وفاداری کا اظہار کیا۔ اور نانراج کو وہ سبز باغ دکھائے کہ اس نے حیدر علی
کو دلوائی کا خطاب دیدیا۔ خطاب کا ملنا تھا کہ حیدر علی نے سرنگاپٹم کی سپہ سے مٹ بھیڑ کی
ٹھان لی۔ مگر کھانڈے راؤ نے اسکا داؤ نہ چلنے دیا۔ اور حیدر علی کی تباہی میں کوئی گھڑی ساعت باقی
نظر آنے لگی۔ لیکن اسوقت حیدر علی نے ایک بڑی ہی ٹیڑھی چال سوچی اسنے نانراج کی طرف سے
نانراج کے افسروں کے نام جعلی خط روانہ کئے کہ حسب قرارداد سابقہ کھانڈے راؤ کی اطاعت
قبول کرلو۔ یہ خط اس نے سیدھے کھانڈے راؤ کے پاس بھجوا دیے۔ خطوں کے پڑھتے ہی
کھانڈے راؤ کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ کہیں اسکے خلاف سازش تو نہیں ہو رہی ہے یا کی گئی
ہے۔ اسلئے وہ نانراج کی فوجکو چھوڑ چھاڑ سیدھا سرنگاپٹم بھاگ گیا۔

کھانڈے راؤ کے فرار ہونیکی خبر سنتے ہی حیدر علی نے اسکی فوج پر دھاوا بولدیا اور تمام
کیا۔ بعد فتح حملہ کرکے سامان جنگ مال اسباب اور توپوں پر قبضہ کر لیا کھانڈے راؤ کی بھی
پلٹن اپنے آپ حیدر علی کی اطاعت قبول کرکے اسکی طرفدار بنگئی۔ اسکے بعد حیدر علی چند
ماہ تک ان قلعوں کے زیر کرنے میں جو پہاڑی دروں کے دامن میں واقع تھے اور جنپر کھانڈے
راؤ کا قبضہ تھا مصروف رہا۔

ان معرکوں کے دنوں میں اس نے اپنی فوج اور رفیقوں کی تعداد بہت کچھ بڑھائی اور جب وہ
اپنی طاقت کو مضبوط کرچکا تو اسنے سرنگاپٹم کے سامنے اپنی سپاہ کو دریائے کاویری کے کنارے
جاکر متعین کیا۔ چند دن تک بیکار پڑا رہنے کے بعد اس نے ایکدن مع فوج کے دریا کو عبور کرکے
دھاوا بولا۔ اچانک کھانڈے راؤ کے لشکر کو جا دبایا۔ کھانڈے راؤ کی سپاہ نہ سنبھل سکی
بیوقت چڑھائی سے گھبرا گئی۔ اور ادھر ادھر بھاگ نکلی اور تھوڑا ہی دیر بعد اس نے

راجہ کے ذاتی اخراجات کا کفیل ہو گیا اور اس سے درخواست کی کہ فریبی کھنڈے راؤ اسکے رحم
پر اسکے حوالہ کر دیا جائے۔ حیدر علی کی محل کی مستورات نے بھی کھانڈے راؤ کی سفارش کی۔
مگر کسی کی ایک نہ چلی۔ حیدر علی نے ان سے کہا کہ میں اسکی اسطرح مزاجدانی اور خاطر کرونگا
جسطرح کوئی شخص طوطے کی کرتا ہے اس نے کھانڈے راؤ کے حاضر ہونے پر اپنے وعدے
کیمطابق جو محل کی مستورات سے کیا تھا۔ کھانڈے راؤ کو ایک آہنی پنجرے میں بند کر دیا
جسمیں آخر دم تک محبوس رہا اسے روزمرہ چاول اور دودھ کھانے کیلئے دیا جاتا تھا۔

نواب صلابت جنگ ایک ادنے لیاقت کا آدمی تھا اسکے دو چھوٹے بھائی تھے۔ ایک
بسالت جنگ اور دوسرا نظام علی خان۔ نظام علیخان نے صلابت جنگ کو ۱۷۶۱ء میں معزول
کرکے قید کر دیا۔ بسالت جنگ سرحد میسور پر ضلع ادونی کا حاکم تھا وہ بھی اپنی حدود
سلطنت کو وسعت دینے کی تاک میں لگا ہوا تھا اسنے قصبہ سیرا پر قبضہ کر لینے کا ارادہ
کیا۔ لیکن چونکہ چار پانچ سال سے سیرا پر مرہٹوں کا قبضہ تھا اور انکے مقابلہ میں بازی لیجانا ایک
دشوار بات تھی اس نے ہسکوٹہ پر جو بنگلور سے بہت نزدیک تھی چڑھائی کی

حیدر علی کو یقین کامل تھا کہ وہ سیرا پر اگر قبضہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ اسلیئے اسنے
بسالت جنگ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ تین لاکھ روپیہ لیکر اسے سیرا کا نواب مقرر کر دے
اور ساتھ حیدر علی خان بہادر کا خطاب بھی عطا کرے مگر بسالت جنگ صاحب اختیار نہ تھا
اسلیئے وہ اسے یہ خطاب عطا نہیں کر سکتا تھا۔ تاہم بعد میں حیدر علی نے کھلم کھلا یہ
خطاب اپنے نام ساتھ استعمال کرنا شروع کر دیا۔

خیر بسالت جنگ نے سیرا پر بھی قبضہ کر لیا اور جب قبضہ کرنیکے بعد وہاں سے چلا گیا تو حیدر علی
نے چکبالا پور۔ راورگ۔ ہرپن ہلی اور چیتل ورگ کے خود مختار سرداروں کو اپنا مطیع بنانا چاہا اسمیں اسکو
کما حقہ کامیابی حاصل ہو گئی اور مذکورہ بالا سرداروں نے اسکی اطاعت قبول کر لی اور اسے خراج دینے پر راضی ہو گئے
جب حیدر علی کا لشکر چیتل ورگ کے قریب پڑا ہوا تھا تو اسنے ایک شخص سے مدد مانگی اور کہا کہ
حیدر علی اسے راجہ بیدنور کی گدی پر بٹھا دے تو اسے اسکی خدمات کے صلہ میں بہت کچھ دیا جائیگا

مکدوئی آجکل میسور کے شمال و مغرب میں ایک چھوٹا سا موضع ہے دونوں بھائیوں نے اس زمانہ
کی وحشیانہ رسم کیمطابق انسان کی قربانی کر کے وجیانگر کے راجہ سے یہ حصہ ملک کا حاصل کیا تھا
ان کی اولاد نے پایہ تخت دس میل جنوب کورگ کاری میں مقرر کیا۔ چنانچہ اسوقت جبکہ
اطالیہ کا مشہور سیاح پیٹرو ڈیلا والی ۱۶۲۳ء کے قریب ہندوستان کی سیر کو آیا تھا۔
اور اس نے اس حصہ ملک کی بھی سیر کی تھی۔ وینکاپا نائک حکومت کرتا تھا۔

یہ سردار فرقہ لنگایت (ہندوؤں کا وہ فرقہ جو شیو جی کے لنگ یعنی عضو تناسل کی پرستش کرتا ہے)
میں سے تھا۔ ڈیلا والی نے اس فرقہ کی عجیب و غریب رسوم بیان کی ہیں ڈیلا والی پرتگالی سفر کا
لباس پہنے ہوئے تھا جسکے اشتیاق کے مارے لوگ اسکی دعوتیں کیا کرتے تھے اس نے ان دعوتوں میں
بارہا وہ ناچ دیکھا جسے کولاہاٹلو کہتے ہیں۔ اس ناچ کو جوان لڑکیاں ناچتی ہیں۔ انکے ہاتھوں میں
لکڑیاں ہوتی ہیں جسے وہ ناچتے وقت ایک دوسرے کے مارتی جاتی ہیں۔ وہ ناچنے میں چکر
کھاتی جاتی ہیں۔ یہ ناچ کورگ میں اب بھی ناچا جاتا ہے۔

جب وجیانگر کے خاندان پر زوال آیا اور اسکی طاقت کا شیرازہ پراگندہ ہونے لگا تو ایک
کاری بھی ایک غیر محفوظ ملک ہو گیا اور سواپا نائک جو اسوقت رک کاری میں حکمرانی کرتا تھا
اسنے اپنا پایۂ تخت بیدنور میں قائم کیا یہ ۱۶۴۷ء کا واقعہ ہے۔

بیدنور کوہستانی ملک کے بیچوں بیچ واقع تھا اسکے چاروں طرف گھنا جنگل تھا۔ نائک
نے شہر کے باہر بہت دور تک چوکیاں قائم کیں جس سے یہ مسکن ایک باقاعدہ قلعے کے قریباً ناممکن
التسخیر ہو گیا۔ اس ملک میں گھوڑے تو مل سکتے تھے لیکن انکے لئے سامان مثلاً چارہ وغیرہ
میسر نہیں آسکتا تھا۔ نائک نے تمام دروں پر فوجی گارد مقرر کر دیئے جو نہ صرف حملہ آور کو
روکنے کیلئے مقرر کئے گئے تھے بلکہ چونگی کا محصول بھی جمع کرتے تھے۔

سواپا نائک ایک منتظم شخص تھا۔ جس نے عملی طور پر زمین کی حالت معلوم کرنی کوشش
کی۔ اور اسکے لئے اس نے کئی کئی فصلیں ایک ایک زمین میں بوئیں اور پیداوار اور نرخ بازار
کی حیثیت کیموافق وہ زمین کا محصول معقول طریقہ میں مقرر کر سکا۔ اس کے عہد میں قصبہ
کی آبادی اور رونق اور دولت ترقی پر تھی۔ یہانتک کہ اسکا پایۂ تخت نگر کہلانے لگا۔

ہے اصل میں اسکی حکومت کا رقبہ دس ہزار میل مربع تھا مگر اٹھارہویں صدی عیسوی کے
شروع میں اس ملک کے حکمران کا کاو جسے نائک کے نام سے یاد کیا جاتا تھا عظمت اقتدار
راجگان میسور سے کہیں زیادہ تھا۔

مالند نائک اس محصور ملک میں جو چاروں طرف سے محفوظ اور بے کھٹکے تھا دو سو سال تک
بڑے اطمینان کے ساتھ حکمرانی کرتے رہے مگر نائک سواپا کی وفات کے بعد انہوں نے اپنے ملک سے
بڑھانے کی کوشش نہیں کی ۱۷۵۵ء میں نائک بسواپا جو لاولد تھا فوت ہو گیا اس نے اپنے خاندان
کے ایک لڑکے کو نابالغ تھا متبنیٰ بنا لیا تھا اس متبنیٰ کے نام چنیا بسواپا تھا اسے بیوہ رانی اور اس
کے عاشق نے قتل کر دیا مگر بعد میں ایک شخص تخت کا دعویدار بنکر حیدر علی کے پاس امداد طلب
کرنے گیا اور اس نے بیان کیا کہ میں وہی شخص ہوں جسکا قتل کیا جانا بیان کیا جاتا ہے میں
رانی اور اسکے عاشق صادق کے پھندے سے نکلکر چلا گیا تھا۔

حیدر علی خاندانی حقوق کو نظر حقارت سے دیکھتا تھا وہ بڑا ہی حریص اور لالچی تھا اس نے
اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ بلا تامل اس شخص کو گدی پر بٹھانے سے بیدنور پر فوج
لیکر چڑھ گیا وہ ۱۷۶۳ء کے شروع میں ایک مہم تیار کرکے چلدیا اور شموگا پر قبضہ کر کے
جہاں اُسے چار لاکھ روپیہ ہاتھ لگا کسی کیطرف بڑھا۔ کسی میں اسے سابق فرمانروا کا وزیر قید میں ملا
اس شخص کی رہبری اور رہنمائی سے حیدر علی اس جنگلی ملک میں ہو کر پایۂ تخت تک پہنچا۔ جو کسی
اور پایۂ تخت کے بیچ میں واقع ہے

رانی نے حیدر علی کی چڑھائی کا حال سنا اور اسپر ایک قسم کی حیرت سی چھا گئی اور اس نے
بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ اس نے حیدر علی کو فوج واپس لے جانے کی غرض سے دو مرتبہ بہت
سا روپیہ نذر کیا۔ مگر حیدر علی نے قبول نہ کیا۔ بلکہ فوج کو آگے ہی بڑھاتا گیا۔ یہانتک کہ
رانی مارے خوف کے وہاں سے بھاگ گئی اور بلال راے درگ پہنچی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ
وہ بلال راے درگ نہیں۔ بلکہ کولاڑگ بھاگ گئی تھی۔

حیدر علی نے اپنے رہنما کے کہنے کے مطابق ایک چھوٹا سا حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود مع

مستعدی کیساتھ کوشش کرکے آگ بجھائی۔ اور شہر کے خاص مکانوں اور محل میں قفل لگوا دیئے۔

حیدر علی کو اس شہر میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کا مال ملا۔ اور اسی رقم سے اس نے اپنی آئندہ شان و عظمت کا منہ دیکھا اس نے بلال رائے وزیر سے رانی اور اسکے عاشق کے گرفتار کرکے منگایا اور اسکا اور اسکے متعلقین سو ماسیگار اکا فیصلہ کیا۔ اس بیٹے اکو اس نے ریاست میسور کے مشرقی حصہ یعنی ایک پہاڑی قلعہ مدگیری میں مقرر کردیا۔

حیدر علی نے بیدنور کا نام حیدر نگر رکھا اور اس نے اسے پایۂ تخت مقرر کرنے اور ایک ٹکسال کھولنے کی تجویز کی۔ ایک محل اور ایک اسلاح خانہ بھی تجویز کیا گیا اور ساحل سمندر پر جہازوں کے بنانے اور رفع کیلئے ایک بندر اور کارخانہ بھی کھولا جانا تجویز کیا گیا۔ لیکن وہ وہاں سخت بیمار ہوگیا لوگوں نے سازش کرکے قتل کا ڈھنگ ڈالنا چاہا اسنے تین سو سازشیوں کو قتل کرایا۔ اور بغاوت بھی رفع کردی۔ لیکن اسے بعد میں غور و فکر سے معلوم ہوا۔ کہ اس چھوٹی سی جگہ میں رہنے سے میسور خاص سے اسکا رعب و داب اٹھ جائیگا۔ اسکی وہاں پایۂ تخت مقرر کرنے اور دیگر باتوں کی تجویز ملتوی کیگئی۔

باب ۵

مرہٹوں کا دوسرا حملہ میسور پر

حیدر علی خوب جانتا تھا کہ مرہٹوں کو سیرا سے نکالدینے اور صلابت جنگ کیطرف سے نواب کا جھوٹا لقب حاصل کرنے کے باعث اس سے نظام اور پیشوا دونوں ناخوش ہوگئے تھے چندا صاحب نے فرانسیسیوں سے مدد سے اپنی سپاہ کو کسی آئیندہ جنگ میں نام و نمود فتح حاصل کرنے کے قابل بنانے کیلئے بہت کوشش کی تھی۔ حیدر علی نے اسکی آڑ لینے کا ارادہ کیا اسلیئے اس نے سرزمین سنتا کو جو بیدنور کے شمال میں واقع تھی۔ فتح کرکے چندا صاحب کی امداد کرنے پر کمر باندھی

بالاجی باجی راؤ کی وفات پر اسکا بیٹا مادھو راؤ پیشوا ہوا۔ ۱۷۶۱ء کا واقعہ ہے وہ ایک قابل اور

وہ بزور تلوار انہیں کر سکتا تھا۔ وہ حیدر علی سے ضرور اسکا بدلہ لیتا۔

مادھوراؤ نے گدی پر بیٹھتے ہی فوجی تیاریاں شروع کیں۔ اور اس نے حیدر علی کے پاس پیغام بھیجا کہ جسقدر ملک اسنے غصب کر لیا ہے اسپر سے اپنا قبضہ اٹھالے۔ دریائے تنگ بھدرا کے اس کنارے پر نواب سوانور کا قلعہ دھاروار واقع تھا۔ حیدر علی نے مادھوراؤ کی فوجی تیاریوں کا حال سنکر نواب سوانور سے التجا کی کہ وہ اسکا طرفدار ہو جائے لیکن جب اسمیں کامیابی نہ ہو سکی تو اسنے قلعہ دھاروار پر چڑھائی کر کے نواب سوانور کا سارا ملک تحس نحس کر دیا اور دھاروار پر قبضہ کر لیا۔

مادھوراؤ پیشوا کو حیدر علی اس حرکت پر اور بھی غصہ آیا اسنے میرا جکے فرمانروا گوپال راؤ کو حیدر علی سپاہ پر حملہ کرنے کیلئے مجبور کیا۔ حالانکہ گوپال راؤ فوج کثیر میدان جنگ میں آیا تھا۔ لیکن حیدر علی قلیل مگر جانباز فوج کے مقابلہ میں شکست فاش کھائی۔

مادھوراؤ پیشوا نے گوپال راؤ کی شکست پر ایک بڑی بھاری فوج حیدر علی کو زیر کرنے کیلئے روانہ کی۔ حیدر علی نے جب جنگ ٹلتی نہ دیکھی۔ تو اپنی سپاہ کو میدان میں لاکر کھڑا کر دیا دونوں فوجوں کا مقابلہ رٹی ہالی کی میدان میں ہوا۔ جو سوانور کے جنوب میں واقع ہے حیدر علی کے پاس تھوڑی تعداد اور جانباز فوج تھی۔ لیکن مقدار میں مرہٹہ سپاہ مقابلہ میں کوئی دسواں حصہ تھی اسلیئے حیدر علی کو شکست نصیب ہوئی۔ اور اسکی سپاہ کا ایک بڑا حصہ میدان جنگ میں کام آیا اس جنگ میں حیدر علی پر سخت آفتیں نازل ہوئیں وہ دل شکستہ معہ ایک رسالہ کے بھاگ کر بیدنور پہنچا۔ اگرچہ موسم برسات کے شروع ہو جانے سے مادھوراؤ کی فوج اسکا تعاقب نہ کر سکی تاہم اسنے کچھ دن بعد دریائے تنگبھدرا عبور کر کے حیدر علی کو چاروں طرف سے محصور کر لیا یہ دیکھکر حیدر علی نے اپنے خاندان اور خزانہ کو سرنگاپٹم روانہ کر دیا۔ اور مادھوراؤ سے صلح کا جویاں اور طالب ہوا۔

مادھوراؤ نے صلح مندرجہ ذیل شرائط پر صلح منظور کر لی۔

(۱) حیدر علی اس ملک کو فرمانروا مراری راؤ کا تھا اسے اسکے حوالہ کر دے

(۲) سوانور پر مرہٹوں کا قبضہ ہو جانا چاہیے

(۳) تیئیس لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض حیدر علی کو دینا چاہیئے

باب

ملابار کا فتح کیا جانا

اگرچہ حیدر علی کا ستارہ اسوقت معرض زوال میں نظر آتا تھا تاہم اسنے نئے ملک فتح کرنیکا منصوبہ باندھا۔ مرہٹوں کی فتح کے باعث میسور کے جنوبی حصہ میں بغاوت ہو گئی تھی حیدر علی نے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس بغاوت کو نہایت جلد فرو کر دیا۔ اور جونہی کہ ذرا اسے اطمینان حاصل ہوا اسنے ملابار پر اس حیلہ سے قبضہ کرنے کا ارادہ کیا کہ وہ دراصل ریاست بیدنور کا ایک حصہ تھا اہل یورپ اس قطعہ ملک سے پہلے پہل ڈاسکو ڈی گاما کی سیاحت کے باعث واقف ہوئے تھے۔

اس سرزمین کا نام دراصل کیرالا تھا جنوبی ہند کے لوگ کہتے ہیں اس سرزمین پر ایک فرمانروا کا قبضہ تھا۔ جسکا نام پیرومل چیرامن بتایا جاتا ہے یہ فرمانروا دراصل چیرا خاندان کا نائب السلطنت تھا۔ چیرا خاندان کے قبضہ میں وہ ملک تھا جو مغربی گھاٹ کے مغرب کو واقع ہے اور جسکی شمالی حد کنارا کے مقام گوکرنم سے لیکر جنوبی حد واقعہ راس تک تھی کیرالا کا نائب السلطنت سنہ ۵۳۶ء میں مسلمان ہو کر مکہ کو چلا گیا۔ روانگی کے وقت اس نے اپنے ملک کو اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا تھا۔

اس نے چیراکل کے سردار کو اپنے ملک کا شمالی حصہ اور اپنا تاج دے دیا تھا۔ زمینات کے سردار کو جسکا لقب پونا یا دار تھا۔ اور جو ٹراونکور کے راجاؤں کا جد امجد ہوا ہے اس نے جنوبی حصہ دیا تھا۔ پھر چیرامن نے سردار کو جسنے جو اسکا بیٹا تھا کمر چین دیا تھا۔ اور زموین کو اپنی تلوار اور صرف ملک جتنے میں کہ ایک کوتے کے کا دن کا دن کرنے کی آواز سنائی دے سکے

جنوبی ہند کے اس حصہ میں ملایا زبان بولی جاتی ہے جو تامل زبان سے بہت کچھ مشابہ ہے اس ملک میں زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ فرمانروا کا بیٹا یا بیٹی اسکے بعد گدی کا وارث نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ بہن کا بیٹا یا بیٹی۔ اور اگر بہن کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ تو عورتیں فرمانبردار بنائی

دروازے پر اتار جاتا ہے جس سے دوسرے مردونکو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مشترکہ بیوی کیساتھ
ہم بستر ہے یہ رسم انہیں پانڈوں سے آئی تھی جنکی ایک بیوی دروپدی ہے

اہل عرب اس حصہ ملک کے لوگوں سے قدیم زمانہ میں تجارت کرنے لگے تھے جسکے باعث
اس ملک میں اسلام پھیل گیا تھا۔ اور وہاں کی نسل مخلوط ہو گئی وہ نیم عرب اور نیم ہندی تھی
اور انکا لقب مایل پڑ گیا تھا۔ مایلا بعضوں کے خیال کیموافق (والدہ) اور پلا سے نکلا ہے اور بعضونکی
رائے کے مطابق توفا اور پلا سے نکلا ہے کیونکہ انکے خیال سے اس قوم کے باپ اہل عرب تھے
اس قوم کے لوگ بڑے جفاکش مگر متعصب اور دیوانے ہوتے ہیں

چیراک کال جسے کولات تیری بھی کہتے ہیں اسکے سردار کا ایک شخص باجگذار تھا۔ اسکا
نام علی رضا تھا۔ اور وہ قصبہ کنانور میں حکمرانی کرتا تھا۔ وہ اپنے سردار کی غلامی سے نکلکر خود مختار
ہونا چاہتا تھا۔ اسلیئے اس نے حیدر علی کو اپنی مدد کیلیئے بلایا۔ حیدر علی کی فوج نے ۱۷۵۶ء میں
زمونکے خلاف راجہ پالاگھاٹ کی مدد فوج سے کی تھی۔ اسوقت زمورن نے بھی حیدر علی کی
فوج سے کام لیا تھا۔ اور اسکے بعوض میں حیدر علی کو بابت ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ کا وعدہ کیا تھا جو اسوقت
تک ادا نہیں ہو سکا تھا۔ حیدر علی نے ان دونوں باتوں کے باعث اس ملک پر چڑھائی کر دی لیکن
راستہ ایک گھنے جنگل میں ہو کر جاتا تھا۔ اور نیر قوم اسکی فوج کے گذرنے میں مارح ہوتی تھی جسکے باعث
فوج کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ لیکن بدشواری تمام وہ اس ملک سے نکلکر کالی کٹ جا پہنچا اور
زمورن نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ اسپر حیدر علی اس سے مہربانی سے پیش آیا اور چار لاکھ روپیہ
فوجی اخراجات کے لیئے مانگا۔ مگر اسے کسی وجہ سے زمورن کیطرف سے شک پیدا ہو گیا کہ وہ
دغابازی کریگا۔ اسلیئے اسنے کالی کٹ پر قبضہ کر لیا۔ اتفاق سے زمورن کو وہ روپیہ ادا کرنہیں دیر لگ گئی
اسلیئے حیدر نے اسکو اور اسکے وزیر کو قید کر لیا اور وزیر پر سخت عذاب کیئے۔

زمورن نے اس خوف سے کہ کہیں اسکے ساتھ بھی تمرد نہ کیا جائے اپنے مکان میں آگ لگا
لی۔ اور اسمیں جلکر مر گیا۔ کوچین اور پال گھاٹ کے سرداروں نے بھی فی الفور اطاعت قبول
کر لی۔ حیدر علی نے کالی کٹ کے قلعہ میں فوج متعین کر کے کوئمبتور کا رخ کیا ہی تھا کہ وہاں سے گئے
ہوئے کوئی تین ماہ گذرے تھے کہ نیر قوم نے سر اٹھایا جسکے باعث اسے وہاں جلد واپس آنا پڑا۔

گھیر لیا۔ جسکے باعث وہ نہ آگے بڑھ سکتا اور نہ پیچھے ہٹ سکتا۔ اگرچہ برسات کے باعث ملک میں سیلاب آرہا تھا اور فوج کو گلے گلے پانی میں ہو کر اور پہاڑوں پر سے گذرنا پڑا۔ لیکن حیدر علی انکے ملک میں جا پہنچا۔ نیر قوم کے قوم باغیوں نے ایک جگہ مورچہ باندھ رکھا تھا اور اسکے پیچھے ایک جماعت کثیر تاک میں لگی ہوئی تھی

جسوقت حیدر علی کی ہاری تھکی فوج اس مورچہ کے قریب پہنچی تو باغیوں نے اچانک اسپر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ مگر حیدر علی کی بہت سی فوج کٹ گئی۔ حیدر علی فوج میں ایک فرانسیسی افسر تھا وہ بڑا مرد میدان اور قابل سپہ سالار تھا اس نے شکست خوردہ فوج میں سے ایک دستہ انتخاب کیا اور اسے لیکر نیر قوم کا مقابلہ کیا۔ اور فوج کو اس طریقہ سے لڑاتا رہا کہ باغیوں کو شکست ہو گئی۔

جب حیدر علی نے باغیوں پر فتح پائی تو اس نے ظلم سے کام لیا۔ جسقدر باغی جنگ میں گرفتار کئے گئے تھے۔ ان سبونکو بڑی بے رحمی سے قتل کرایا۔ اور پھانسی دلوائی باغیوں کی قید کرکے وہ میسور کے میدان میں لیگیا۔ جہاں جہاں پہنچتے پہنچتے سینکڑوں جانیں تکلیف اور فاقہ کشی کے مارے ضائع ہو گئیں۔

باب ۷

مرہٹوں کا پھر میسور پر حملہ کرنا

راجہ چکا کرشنا راج ۱۷۶۶ء میں فوت ہو گیا۔ حیدر علی نے اسکے بڑے بیٹے نانراج کو اسکی جگہ گدی پر بیٹھا دیا۔ مگر اسے کسی قسم کے اختیار نہ دئے۔ جب وہ میسور واپس آیا تو اسے معلوم کہ نانراج خود مختار رہنے کی فکر میں ہے اس پر حیدر علی نے اسکی ذاتی جایداد کو ضبط کر لیا۔ اسکے محل لٹوا دیا۔ اور اسکے خانگی امور کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

حیدر علی کو اسوقت یہ نہ سوجا کہ میسور کا حکمران بنتے ہی اسپر سارے مرہٹے جنہوں نے اسے

اگرچہ حیدر علی نے نواب ارکاٹ کے بڑے بھائی محفوظ خان کو اس کے پاس کچھ شرائط لیکر روانہ کیا۔ لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ بلکہ آگے ہی کو بڑھتا چلا گیا۔

جب حیدر علی نے دیکھا کہ غنیم چڑھا چلا آتا ہے۔ تو اس نے اسکے روکنے کی تدبیریں اختیار کیں۔ تالابوں کے پشتے توڑ دیئے اور کنوؤں میں ظاہر گھلوا دیا اور کسانوں کو ملک سے بھگا کر کھیتوں کو اجاڑ ڈالا تاکہ پانی اور رسد کی کمی کے باعث غنیم خود ہی لوٹ جائے لیکن ضدی پیشوا نے ہمت نہ ہاری۔ بلکہ کوشش کر کرا کے وہ سیرا جا پہنچا۔ جہاں حیدر علی کا بہنوئی میر علی رضا خان حکمرانی کرتا تھا۔ علی رضا خان نے اپنی کمزوری کے باعث مادھوراؤ کے سامنے سر جھکا دیا اور قلعہ اسکے حوالہ کر دیا۔ اور اسکے صلہ میں گرم کونڈا کا ضلع منظور کر لیا۔ وہ حیدر علی سے پھر گیا اور مرہٹہ غنیم سے جا ملا۔ حیدر علی کو اسکی اس دغا بازی سے بڑی ہی مایوسی ہوئی۔

اسوقت حیدر علی کے حواس باختہ کسی طرح جمع نہیں ہو سکتے اور نہ اسے کوئی تدبیر آتی تھی سوچتے سوچتے اس نے مادھوراؤ کے ایک معتمد سردار راجہ رام کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ مادھوراؤ کو کسی طرح واپس لے جائے۔ اگر وہ ایسا کرادے تو مادھوراؤ کو چھتیس لاکھ روپیہ دیا جائیگا۔ جسکا نصف اسنے پیشتر بھیج بھی دیا۔ روپیہ کی مار بری ہوتی ہے اس نے ۱۵ لاکھ روپیہ لے لیا اور باقی ۱۵ لاکھ کی عوض کولار اکا ضلع اپنے قبضہ میں کر لیا۔ تھوڑے ہی دن بعد باقی ۱۵ لاکھ بھی ادا کر دیا گیا۔ اور مادھوراؤ اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔

باب ۸

نظام اور حیدر علی کی انگریزوں پر چڑھائی

جنگ ۱۷۶۷ء – ۱۷۶۹ء

پیشوا کا دوست نظام جو مرہٹوں کے بدمیں خلوت سے نکلکر جلوت میں آیا وہ ابھی جسم سے کوئی نفع نہ اٹھا سکا اسکے ہاتھ کچھ بھی نہ لگا کیونکہ مرہٹے پہلے ہی گھر کر چکے تھے۔ اگرچہ نظام کی شمشیر کی فوج تھی۔ لیکن جلوت میں آتے ہی اسے معلوم ہوا کہ انگریزوں کے ساتھ دوستی

حیدر علی کو اپنی طرف ملا لیا۔ اور جب تک حیدر علی سامان نہ کر سکا تب تک وہ مختلف حیلوں سے انگریزوں کی
دوستی کو بالائے طاق رکھنے کی فکر کرتا رہا۔ سامان ہوتے ہی اس نے یکلخت بگاڑ کر لیا

حیدر علی اور نظام کی مشترکہ فوج میں ۴۳۰۰۰ سوار ۲۸۰۰۰ پیادے اور ۱۰۹ توپیں تھیں
انکو ساتھ لیکر دونوں زیریں ملک میں اتر گئے۔ اور جاتے ہی کرنیل جوزف اسمتھ پر جو سرحد
کی حفاظت کیلئے مع ایک فوج کے وہاں مقیم تھا۔ دھاوا بول دیا۔ حیدر علی نے انگریزی
فوج کا سامان رسد بیچ میں روک دیا۔ لیکن   کے ہانکنے پر دونوں کی فوج
نے ملکر انگریزی فوج پر چنگامہ میں حملہ کیا۔ مگر انگریزی سپاہ نے خوب ہی مردانگی کے
ساتھ دونوں حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ جس میں حیدر علی اور نظام کی بہت سی فوج
میدان جنگ میں کام آئی۔

اسی اثناء میں کرنیل وڈ صاحب کو حکم ملا کہ فوج ترچناپلی سے بڑھا کر تروملائی چلی جائے جہاں
ارکاٹ نے مدراس گورنمنٹ کو سامان رسد ملنے کا یقین دلایا تھا۔ مگر دراصل وہاں پر ذرا سا بھی
سامان نہیں مل سکتا تھا اور وہ جگہ غیر محفوظ بھی تھی۔ کرنیل اسمتھ نے ایک لڑائی حیدر علی
سے لڑنے کے بعد وہاں سے کوچ کر دیا۔ تاکہ سامان جنگ مہیا کر سکے اور کرنیل وڈ سے جا ملے
دو انگریز افسروں کی ماتحت سپاہ میں ۱۰۳۰ سوار ۵۸۰۰ پیادے اور ۱۶ توپیں تھیں
اسپر حیدر علی اور نظام دونوں ساتھ ساتھ انگریزی سپاہ پر حملہ کرنے کیلئے بڑھے اور تروملائی
سے چھ میل کے فاصلہ پر ٹھیرے جہاں حیدر علی نے ایک زبردست مورچہ تیار کیا۔ آخر کار
۲۶ ستمبر ۱۷۶۷ء کو دونوں سپاہ کا میدان جنگ میں مقابلہ ہوا اور باوجودیکہ حیدر علی اور نظام کے
پاس فوج زیادہ تھی اور لڑائی میں میسور کے رسالے نے بڑی بہادری دکھائی۔ لیکن فتح
انگریزوں کی رہی اور انکے دشمن میدان سے بھاگتے وقت ۶۴ توپیں چھوڑ گئے اور مقتولوں
کی تعداد جو جنگ میں کام آئے نظام کی طرف [illegible] تھی۔

موسم برسات نکلتے ہی حیدر علی نے تروپاٹور، وانیمباڑی اور مدنی پر قبضہ کر کے
امبور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر کپتان کیلورٹ نے اسوقت تک کہ کرنیل اسمتھ کے ساتھ کمک آئی
اسکا مقابلہ کیا۔ نئی انگریزی فوج جو ویلور سے کرنیل اسمتھ کے ساتھ آئی تھی۔ اس نے

راستہ میں حملہ کر دیا۔ مگر معرکہ میں اس کے کئی افسر کام آئے۔ اور خود اسکا گھوڑا مارا گیا اور
بمشکل اپنی جان بچا سکا

حیدر علی ایک تو اپنی شکست کے باعث جنگ جاری نہ رکھ سکا۔ دوسرے نظام کی دغابازی
سے اسے بڑی مایوسی ہوئی۔ کیونکہ انگریزوں نے جونہی کہ نظام کے پاس پیغام بھیجا کہ ایک بڑی
انگریزی فوج کرنیل پیچ کی زیر کمان اس کے ملک پر حملہ کرنے کے لیئے روانہ کیجائیگی۔ اس نے
حیدر علی کی دوستی کو خیرباد کہہ کر اسے معرض خطرہ میں چھوڑ دیا۔ اور خود الگ ہو گیا۔ نظام پہلے
سے انگریزوں کے ساتھ صلح کرلی اور شمال کی طرف کو چلا گیا۔ مگر حیدر علی نے اپنا توپ خانہ اپنے
بیٹے ٹیپو کی زیر کمان آگے روانہ کیا۔ اور خود اس کے پیچھے پیچھے چلدیا۔ اور وہاں سے اتر کر مغرب
کیطرف بڑھ کر ساحل پر قبضہ کر لیا۔ اسکی غیر حاضری میں مالابار کے نیر فرقہ نے انگریزوں کی
تحریک سے علم بغاوت بلند کر دیا۔ انگریزوں نے ایک فوج بھی انکی ہمت بڑھانیکے لیئے روانہ کی
جس نے منگلور جا پہنچا۔ اور اس پر آسانی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ انگریزی فوج وہاں سے چلتی
ہوئی۔ اور سامان رسد۔ توپیں اور خزانہ بھی چھوڑ گئی۔ اسکے بعد حیدر علی اپنے صدر مقام
کو واپس چلا گیا۔ اور راستہ میں بیدنور ہوتا ہوا گیا۔ جہاں کے زمینداروں نے انگریزوں کو
سامان رسد دیا تھا۔ اس نے ان سے تاوان وصول کیا

جب حیدر علی مشرقی سرحد پر سے چلا گیا۔ تو انگریزوں نے ایک بڑی فوج روانہ کرنے کا
قصد کیا۔ جسے یہ حکم دیا گیا۔ کہ وہ ان مقامات پر جو بارہ محل میں واقع ہیں اور ڈنڈیگل تک چلے گئے
ہیں۔ اور جنپر حیدر علی نے قبضہ کر لیا ہے۔ انگریزوں کا قبضہ کرا دے۔ اس کام پر کرنیل ووڈ
مامور کیا گیا۔ اس نے ایک ایک کرکے سارے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور پھر آگے بڑھکر کرنیل اسمتھ
کی فوج سے جا ملنے کی کوشش کی۔ کرنیل اسمتھ کرشناگڑھی پر قبضہ کرنے بعد میسور کی
طرف بڑھتا جاتا تھا۔ اسنے مولیاگل۔ کولار اور ہوسر پر قبضہ کر لیا تھا۔

کرنیل اسمتھ کے ساتھ مدراس کونسل کے دو ممبر بھی تھے اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ جو فتوحات
کیجائے اسکی مالگذاری محمد علی نواب ارکاٹ کی صلاح اور مرضی کیمطابق وصول کی جائے۔
نواب محمد علی اس ملک پر حکمرانی کرنا چاہتا تھا جو حیدر علی سے جیتا جاتا۔ مدراس گورنمنٹ نے

فوجی نقل و حرکت میں تاخیر ہونے کے باعث حیدر علی بنگلور جا پہنچا۔ اور انگریزوں کے مقابل میں آگیا۔ اس نے وہاں پہنچتے ہی رات کو مرہٹی راؤ کے لشکر پر چھاپا مارا۔ مگر اس میں اسے ناکامیابی رہی۔ اس لیئے اس نے اپنے خاندان اور خزانہ کو ساون درگ بھیجدیا۔ جو بنگلور سے ۲۸ میل مغرب کو ایک مضبوط مقام تھا۔ اسے یقین کامل ہو گیا تھا۔ کہ بنگلور پر ضرور چڑھائی کی جائے گی۔

حیدر علی نے کرنیل وڈ کی فوج کی پیشقدمی کو روکنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اسلیئے وہ گھبرا کر وہاں سے بھاگا۔ اور کرم کونڈا اپنے بہنوئی کے پاس پہنچا۔ اور اس سے مدد مانگی۔ وہاں سے مدد لیکر وہ کولار کیطرف بڑھا اسے یقین ہو چکا تھا کہ بنگلور پر حملہ کیا جائیگا۔ اس لیئے اس نے صلح کی درخواست کی۔ اور انگریزوں کو بارہ محل کا علاقہ واپس دینے اور ساتھ دس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس نے نواب محمد علی کو جس سے وہ سخت نفرت رکھتا تھا کچھ بھی نہ دینا چاہا۔ مگر انگریزوں نے قبول نہ کیا۔ بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ ملک مانگنے لگے جتنا کہ وہ دینا چاہتا تھا۔ مزید براں وہ اسے نظام کو خراج دینے پر مجبور کرنے لگے اس لیئے پھر جنگ کی تیاریاں شروع ہیں

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ مولباگل پر کرنیل اسمتھ نے قبضہ کر لیا تھا۔ جس کے بعد وہ مدراس چلا گیا تھا۔ اسکی غیر حاضری میں کونسل کے دونوں ممبروں نے اسکی فوجکو وہاں سے ہٹا کر وہاں محمد علی کی فوجکو مقرر کر دیا جب حیدر علی کرم کونڈا سے واپس آیا تو اُسنے محمد علی کے کمانیر کو اپنی طرف ملا کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس پر کرنیل وڈ اس کے مقابلہ کے لیئے بڑھا۔ اسے حیدر علی کی موجودگی کی خبر نہ تھی۔ کرنیل وڈ نے قلعہ کے نچلے حصہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر اوپر کے حصہ پر نہ کر سکا۔ صبح ہوتے ہی پیچھے سے حیدر علی کی فوج نے چڑھائی کر دی جس میں انگریزی سپاہ ہو گئی۔ اور وہ میدان سے بھاگنے ہی کو تھی کہ کپتان بروک چار کمپنیاں لیکر مدد کو آگیا۔

اس موقعہ پر سپاہ میسور کو شبہ ہو گیا۔ کہ کرنیل وڈ کی مدد کے لیئے کرنیل اسمتھ آگیا۔ کیونکہ کپتان بروک نے اپنی سپاہ کو کرنیل اسمتھ کا نام زور زور سے لینے کی ہدایت کی سپاہ میسور فوراً پیچھے کو ہٹ گئی۔ جس سے کرنیل وڈ کو ایک اچھے موقعہ پر اپنی فوجکو جمادینے کا موقعہ ملگیا۔

...ے سے ملا حیدر علی کو کرنیل ووڈ نے پسپا کر دیا۔ حیدر علی کی سپاہ کے پیچھے پہنچتے ہی کرنیل اسمتھ صاحب
پاس سے مدد طلب کی۔ اسلیئے کرنیل اسمتھ وہاں پہونچے۔ حیدر علی مع سپاہ کے وہاں سے چلدیا
اسوقت انگریزوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ حیدر علی کو وہ اپنی تھوڑی سی سپاہ سے مغلوب نہیں
کرسکتے اور نہ بنگلور پر قبضہ کرسکتے ہیں۔ اور نہ حیدر علی کھلے میدان میں مقابلہ کریگا کیونکہ
وہ کبھی یہاں اور کبھی وہاں اپنے رسالہ سے اوپر چھاپے مارتا تھا۔ وہ جس شہر کو بیکل جانتا دشمن ہی
ملک کو تباہ کر ڈالتا۔ تاکہ انگریزوں کو سامان رسد نہ مل سکے۔ گورنمنٹ مدراس کو امید تھی باوجود
رسد کی کمی اور فوج کی قلت کے کرنیل اسمتھ دشمن کو مغلوب کر سکتا ہے۔ اور جب کرنیل
اسمتھ کسی طرح بھی حیدر علی کو کھلے میدان میں مقابل ہونے پر آمادہ نہ کر سکا۔ تو گورنمنٹ
مدراس اس سے ناخوش ہو گئی۔ ادھر نواب محمد علی بھی انگریزوں کو وہ مدد نہ دے سکا جیسے
جیسے کا اس نے اس وعدہ کیا تھا۔

مذکورہ بالا وجوہات کے باعث گورنمنٹ مدراس نے کرنیل اسمتھ کو واپس بلالیا۔ اور فوج کی
کمان کرنیل ووڈ کے سپرد کر دی۔ کرنیل اسمتھ کا میدان جنگ سے واپس ہونا تھا کہ حیدر علی نے
ہوسکر کا محاصرہ کر لیا۔ اسپر کرنیل ووڈ نے بھاری توپوں اور سامان جنگ کو کپتان الگزینڈر کے
پاس بانگلور میں چھوڑ کر جہاں وہ محمد علی کی سپاہ کی کمان کر رہا تھا ہوسکر پر حملہ کیا حیدر علی نے
خبر پاتے ہی ہوسکر کا محاصرہ اٹھا دیا اور کرنیل ووڈ کی قیامگاہ اور بانگلور کے بیچ میں ایک مقام پر
جا چھپا۔ اس نے وہاں سے بانگلور پر یورش کی اور بار جو جانگاہ مقابلہ کے وہ انگریزی فوج پر
غالب آیا۔ اور کرنیل ووڈ کی توپیں اور گولہ بارود چھین کرلے گیا جنہیں اُسنے بنگلور پہنچا دیا۔
کرنیل ووڈ زک کھاتے ہی وہاں سے پیچھے ہٹا تھا کہ اسے حیدر علی کی فوج نے چاروں طرف سے
گھیر لیا۔ اور اسکی فوج پر گولوں کا مینہ برسنے لگا۔ جس سے صفیں کی صفیں برباد ہو گئیں
کرنیل ووڈ گھبرا گیا جاتا تھا۔ اور حیدر علی کی فوج اسے گھیر گھیر کر مارتی جاتی تھی۔ سامان جنگ
کی کمی کے باعث دیسی سپاہ بالکل ہمت ہار گئی تھی۔ مگر میجر فٹزجیرلڈ جو دیناکاٹا گیری میں موجود
تھا۔ کرنیل ووڈ کی مدد کے لیئے آموجود ہوا جس سے اسکی سپاہ بالکل تباہ ہونے سے بچ
گئی بس شکست کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کرنیل ووڈ کو بھی مدراس واپس بلا لیا گیا اور اسکی جگہ

نے اپنے نائب فضل اللہ خان کو سرنگاپٹم میں فوج بھرتی کرنے کیلئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ انگریزوں
سے اچھی طرح بدلہ لے سکے۔ جب فضل اللہ خان کافی تعداد فوج کی بھرتی کر چکا تو حیدر علی
نے ماہ ستمبر ۱۷۶۸ء کو ایک سپاہ کثیر کی کمان سپرد کر کے درہ گجل ہٹی پر روانہ کیا کہ وہ وہاں
انگریزوں کی چوکیوں کو تباہ کر کے اپنا قبضہ کرے اور اسکے کوئی ایک ماہ بعد حیدر علی نے اپنی باقی
ماندہ فوج کا ایک بہت بڑا حصہ اسکی کمک کے لیئے روانہ کر دیا۔

فضل اللہ خان جب وہاں پہنچا تو اسکا کسی نے مقابلہ نہ کیا۔ اور اس نے ان چوکیوں
پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی دوسری جانب سے ضلع کوئمبتور میں داخل ہو کر کرور پر قبضہ کر لیا
اور اروڈ پر دھاوا کیا۔ حیدر علی جب اروڈ پر چڑھا چلا آ رہا تھا۔ تو کپتان نکسن نے یہ
سمجھ کر کہ فضل اللہ خان چڑھائی کر کے آ رہا ہے۔ اسکا مقابلہ کیا۔ حیدر علی کی فوج نے جس میں
۱۲ ہزار سوار اور سب سے پیادے تھے کپتان نکسن کو شکست دی۔ اسکی فوجیں کوئی ایسا
نہ رہا۔ کہ جس کے زخم نہ آئے ہوں۔ مع ہذا بر آں ایک بڑی جماعت خاک و خون میں تڑپ رہی تھی
حیدر علی نے آگے بڑھ کر اروڈ پر چڑھ کر قبضہ کر لیا۔ انگریزی نائب کمشنر جو دنیاباد کی
سلطنت کا سپاہی تھا جس نے اس معرکہ سے ایک سال پہلے یہ شرط کی تھی۔ کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ اس
وعدہ خلافی کے صلہ میں حیدر علی نے چڑھائی کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ اور سرنگاپٹم بھیجدیا
جہاں وہ بد قسمتی اور مصائب کے باعث فوت ہو گیا۔ اسپر حیدر علی نے وہ سارا ملک جو مغربی
گھاٹ کے جنوب میں واقع ہے۔ اور جس پر انگریزوں نے زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔
فتح کر لیا۔ اسکے بعد وہ ایک بڑی کثیر سپاہ لیکر مدراس پر چڑھائی کرنے کے لیئے روانہ ہوا
انگریزوں کو بڑا ہی خوف دامنگیر ہوا۔ اور کپتان برک صاحب کو اسکے پاس صلح کا پیغام دیکر روانہ کیا
جس وقت حیدر علی اور کپتان برک میں گفتگو ہوئی۔ تو اس نے یہ سمجھ کر کہ انگریزوں کی دوستی
میں زیادہ نفع ہے نا کہ انکی دشمنی میں۔ شرائط صلح منظور کریں۔ مگر اس نے نواب محمد علی
کے ساتھ کوئی رعایت کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس خود غرض نواب نے بلاوجہ اس کی رعایا
کو لوٹا تھا۔ نواب محمد علی کا مدراس کی کونسل میں بڑا رسوخ تھا۔ اسلیئے اس نامہ و پیغام

چاہا۔ اس نے اپنی فوجکو جو دور کے علاقوں میں ہو کر واپس جانے کا حکم دیا۔ اور اپنے ساتھ ۶ ہزار سوار اور کچھ پیادے لیکر مدراس کی طرف بڑھا۔ اور ساڑھے تین دن میں ۱۳۰ میل سفر کرکے مدراس کے پانچ میل اس طرف تو سینٹ تھامس پر جا پہونچا۔ یہاں لشکر ڈالکر اس نے انگریزوں کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ میں انکی شرایط سننے آیا ہوں۔ اسپر اس کے پاس ایم ڈیوپری صاحب کو روانہ کیا گیا۔ اور ملاقات کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔

سب سے پہلی حیدر علی کی طرف سے یہ پیش کی گئی۔ کہ حیدر علی اور انگریزوں میں یہ شرط ہو جانی چاہئے۔ کہ اگر مرہٹے دونوں میں سے کسی کے ملک پر چڑھائی کریں تو ملکر اسکا مقابلہ کرینگے۔ چنانچہ گفتگو ختم ہونے پر ۲۹ ماہ مارچ ۱۷۶۹ء کو ایک عہدنامہ ہو گیا جسکی رو سے ایک نے دوسرے کا ملک جسپر کہ جنگ میں قبضہ کر لیا گیا۔ واپس کر دیا۔ صلح کے وقت کرور پر نواب محمد علی کا قبضہ تھا۔ مگر صلح ہو جانے کے بعد اسپر حیدر علی کا قبضہ تسلیم کیا گیا۔

اس عہدنامہ میں جسقدر عقلمندی اور فہم فراست کا اظہار حیدر علی کی جانب سے ہوا اس سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ وہ ایک مادر زاد مدبر تھا۔ اور اسکی تدبیریں اور تجویزیں بڑی ہی زوردار اور معقول تھیں۔ مدراس گورنمنٹ کو اسکے مقابلہ میں مدبرانہ حیثیت سے گھاٹا رہا۔ اس عہدنامہ کے متعلق ایک دلخوش کن اور ظرافت آمیز بات جو ایک فرانسیسی مصنف نے حسد سے لکھی ہے یہ تھی۔ کہ حیدر علی کے ایما سے ایک تصویر ظرافتی تیار کرکے فورٹ سینٹ جارج کے پھاٹک پر لگائی گئی تھی جسمیں گورنر اور اسکی کونسل حیدر علی کے پاؤں پر سر رکھے ہوئے تھے اور حیدر علی کے ہاتھ میں مسٹر ڈیوپری کی ناک تھی جو ہاتھی کی سونڈ کی مانند بنائی گئی تھی اور اس میں سے روپیہ گر رہے تھے کرنیل اسمتھ کے ہاتھ میں عہدنامہ تھا۔ اور وہ اپنی تلوار کو دو ٹکڑے کر رہا تھا

باب ۹

[illegible]

کا کچھ ایسا یقین ہو گیا۔ کہ اس نے فوج کشی کر کے نوابان کڈپہ، کرنول اور میسر کے ماتحت امراء سے

خراج وصول کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے ان ملکوں سے خراج وصول کر کے اپنا خزانہ بھر لیا۔ اور

پھر پیشوا کی سپاہ کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کیں۔ اور ساتھ ہی انگریزوں کی امداد طلب کی۔ مگر انگریزوں

اس کی امداد نہیں کی۔ اسلیئے حیدر علی کو تن تنہا مرہٹوں کے مقابلہ میں آنا پڑا۔

اگرچہ حیدر علی حوصلہ کر بیٹھا۔ لیکن وہ کھلے میدان میں مرہٹوں کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا

تھا۔ اسلیئے اپنے پایۂ تخت کی طرف واپس چلدیا۔ مگر ملک کو بالکل تباہ و تاراج کرتا گیا۔ اور جب

اسے معلوم ہوا کہ مرہٹوں کے ہاتھوں اس کی شان و عظمت خاک میں ملجائیگی۔ تو اس نے انکے پاس

صلح کا پیغام بھیجا۔ مادہو راؤ نے اس شرط پر پیغام منظور کر لیا۔ کہ حیدر علی ایک کروڑ روپیہ

نقد ادا کرے۔ یہ رقم کچھ تو اس خراج کے تاوان کے طور پر مانگی گئی تھی۔ جو حیدر علی نے

مذکورہ بالا امراء سے وصول کیا تھا۔ اور کچھ خود میسور کے بقیہ خراج کے طور پر کیونکہ مادہو راؤ

وارثِ سلطنت بیجاپور کا وارث تھا۔ اس لیئے میسور سے خراج وصول کرتا تھا۔

حیدر علی نے اس شرط کو منظور نہیں کیا۔ اس لیئے مادہو راؤ فوج لیکر چڑھ آیا اس نے

شمالی و مشرقی اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ اور خاص خاص قلعوں میں اپنی فوج تعینات کر دی

البتہ نیجا کل کے قلعہ پر وہ اس وقت تک قبضہ نہ کر سکا کیونکہ وہ ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا

مگر اس قلعہ پر بھی چیتل درگ کے پالیگار نے تین ماہ کی جانفشانی کے بعد قبضہ کر ہی لیا مادہو راؤ

نے جتنے آدمی گرا سے قلعہ میں ملے سب کے ناک کان کٹوا دیئے مگر کمانیر سردار خان جو ایک نڈر اور

جانباز شخص تھا اپنی دلیری کے باعث مادہو راؤ کے ہاتھوں ندامت اٹھانے سے بچے رہا۔

مادہو راؤ نے جس طرف کا رخ کیا اسی طرف اسے فتح نصیب ہوئی۔ لیکن وہ دوڑ بھاگ

اور فوج کشی کی تکلیف کے باعث بیمار ہو گیا۔ اور فوج کی کمان اپنے ماموں تر مبارک راؤ کے

سپرد کر کے پونا چلا گیا۔ تر مبارک راؤ نے اول تو گرم کونڈا فتح کیا۔ اس کے بعد مغرب کی طرف

بڑھ کر بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اسی اثناء میں جانباز حیدر علی نے بھی بہت

میں حیدر علی نے سوداندرک کے پاس پہنچ کر قلعہ کھلا کر اس مندر پر قبضہ کرنا چاہا۔ حیدر علی اپنی فوج کو وہاں تک پہنچانے میں کامیاب ہوگیا۔ لیکن مرہٹہ فوج اس پر زبردست پڑی۔ اس لئے اس نے وہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ رات کو وہاں سے ایک جنوبی درے میں ہو کر سرنگاپٹم کی طرف چلدیا۔ مگر اس روز اس نے شراب کثرت سے پی تھی۔ مرہٹہ فوج کو جونہی کہ حیدر علی کی سپاہ کے چلے جانے کی خبر لگی۔ اس نے تعاقب کیا۔ اور پیچھے سے گولوں کا مینہ برساتی ہوئی۔ تعاقب میں لگ گئی۔ حیدر علی کی فوج بمشکل تمام چرکولی کی پہاڑی پر پہنچی۔ لیکن اسے مرہٹہ کے رسالہ نے آدبایا۔ اور کاٹ ڈالا۔

حیدر علی نے جو یہ حال دیکھا۔ تو اپنی جان بچا کر تن تنہا وہاں سے بھاگ گیا اور اسکا نائب فضل اللہ خان بڑی دقت اور جانبازی کے ساتھ مرہٹوں کو چیر کر نکلا۔ اور دریائے کاویری کو عبور کر کے معہ تھوڑی سی سپاہ کے سرنگاپٹم پہونچ سکا۔ یہ ۵۔ مارچ ۱۷۷۱ء کا واقعہ ہے مندر میلوکوٹی ایک بڑا زرخیز اور دولتمند مندر تھا۔ وہ فرقہ سری وشنو پر ہمنوں کا تھا مرہٹوں نے لالچ میں آکر اسے خوب لوٹا۔ اس عرصہ میں حیدر علی نے اپنے پایہ تخت کو مضبوط کر لیا۔ اگرچہ مرہٹوں نے اسکا محاصرہ کیا۔ مگر اسے فتح نہ کر سکے۔ تاہم اس کے بہت سے ملک پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے صلح کر کے پندرہ لاکھ روپیہ نقد دیا۔ اور باقی کے عوض کچھ اضلاع رہن کردیئے۔ اسی عرصہ میں اسے معلوم ہوا کہ راجہ نانزاج مرہٹوں سے سازرکھتا ہے۔ اس لئے اس نے اسے گدی سے اتار کر اسکی جگہ اس کے بھائی چامراج کو بٹھادیا۔

باب

فتح کورگ

جونہی کہ حیدر علی کو مرہٹوں کی بار سے سبکدوشی حاصل ہوئی اس نے اپنے ملک کے دولتمند لوگوں سے ...

کیلیئے آباد ہو گیا۔ میسور اور مالابار کے بیچ میں ایک پہاڑی ملک واقع ہے جسے کورگ کہتے ہیں۔
حیدر علی نے یہ سمجھکر کہ اس ملک کو فتح کرنے سے وہ ساحل تک کا مالک ہو جائے گا۔ اس
پر سنہ ۱۷۷۳ء میں چڑھائی کی۔

کورگ ایک خوبصورت کوہستانی ملک ہے۔ اسمیں گھنے جنگل پائے جاتے ہیں اس کی
مغربی حد مغربی گھاٹ ہے۔ اسمیں ایک سخت جان اور جنگجو قوم رہتی تھی۔ اور ہر خاندان کا
مکھیا اس خاندان کا فرمانروا سمجھا جاتا تھا۔ وہ کسی جداگانہ زمین میں صرف اپنے رشتہ داروں اور
غلاموں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ اس ملک کے راجاؤں کا مذہب لنگایت تھا۔ اور وہ اپنے کو ذات کا
نشان نہ بتاتے تھے۔ کورگ سترھویں کے عروج تک ایک خود مختار ملک بنا رہا۔ اور لوگ اپنے
رشتہ داروں کے فرمانبردار رہے۔ لیکن سترھویں صدی کے شروع میں ہرک کاری خاندان
کا ایک شخص ایک فقیر کے بھیس میں کورگ میں جاکر آباد ہوا۔

اس گندم نما اور جو فروش شخص نے رفتہ رفتہ لوگوں سے اپنا رسوخ بڑھایا۔ اور انکو اپنا
مطیع و منقاد بنا لیا۔ لوگ اسکی بڑی قدر و منزلت کرنے لگے۔ وہ اسے معقول تحائف دینے
لگے۔ جس کے باعث وہ بڑا دولتمند ہوگیا۔ اور جب وہ کافی قدر و اقتدار حاصل کر چکا اس نے
اپنے کو ہالیری کا فرمانروا بنا لیا۔ اور رفتہ رفتہ اپنے ملک پر اثر ڈالکر وہ سارے کورگ کا فرمانروا
بن بیٹھا۔ کورگ کی سرزمین میں جتنے راجہ تھے۔ سبھوں نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ اور اسے
سالانہ خراج دینے پر راضی ہو گئے۔

تب حیدر علی نے سنہ ۱۷۶۳ء میں بدنور پر قبضہ کر لیا۔ تو اسنے کورگ کو اسکا خراج گذار بنا لیا
اسلیئے اس نے سنہ ۱۷۶۵ء میں اسکے فتح کرنے کیلئے ایک فوج روانہ کی لیکن ناکامیاب رہا۔ ۱۷۷۰ء
میں کورگ میں وہاں کی گدی کے لیئے ایک جھگڑا اٹھا۔ اسپر دعویداروں میں سے ایک شخص
نے جسکا نام لنگا راج تھا حیدر علی سے مدد مانگی۔ جو فی الفور راضی ہو گیا۔ لیکن چونکہ مرہٹوں نے
اسکے ملک پر حملہ کر دیا تھا۔ اس لیئے وہ مجبور رہا۔ لیکن جونہی کہ مرہٹے اسکے ملک سے واپس
چلے گئے وہ ایک بڑی فوج لیکر کورگ پر چڑھ گیا اور دونوں دعویداروں سے میل کروا کے

باب ۱۱

رگھوبا سے نامہ و پیام۔ راجہ میسور کی وفات۔ فتح بلاری و گٹی وغیرہ

جب حیدر علی ساحل سمندر پر اپنی حکومت از سر نو قایم کرنے میں مشغول تھا۔ تو اس نے ٹیپو کو ان اضلاع کی فتح کرنے پر مامور کیا۔ جو اس نے مرہٹوں نے چھین لئے تھے یہ کام ۱۷۷۳ء ختم ہو چکا تھا۔ اسکے بعد حیدر علی نے اس شرط پر رگھوبا عرف رگھوناتھ راؤ کو اس شرط پر پیشوا تسلیم کرنا چاہا کہ وہ میسور کا سالانہ خراج کم کر کے ۲ لاکھ کر دے۔ مگر نانا فرنویس جس کا نام دراصل بالاجی جنارودہن تھا۔ رگھوبا کے پیشوا بنائے جانے کی مخالفت کی اور نرائن راؤ کے بیٹے کو پیشوا کی گدی دلانے کی کوشش کی تاہم حیدر نے اسکی کچھ پرواہ نہ کی کہ حقدار کون ہے۔ کہ آیا رگھوبا یا نرائن راؤ کا بیٹا۔ بلکہ اس موقعہ سے فایدہ اٹھانا چاہا۔

۱؎ بعض مصنفوں کا بیان ہے کہ جب حیدر علی کورگ کی سرحد پر پہنچا۔ تو اس نے ایک کورگی کے سر کے لئے پانسو روپیہ کا انعام مقرر کیا۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے پاس ۷۰ سر لائے گئے۔ یہ بیان درست معلوم ہوتا ہے۔ اور اسکی مثال میں جنرل اونیل کے طرز عمل کو پیش کیا ہے کہ جب یہ جنرل بشاور میں کمانیر تھا۔ تو اس نے ایک رسالہ کے سردار کو اس شرط پر دو گاؤں دینے کا وعدہ کیا۔ جو ایک سال میں پچاس افریدوں کے سر اس کے سامنے لائے۔ (تحقیق حیات حیدر علی و ٹیپو سلطان مصنفہ ایل۔ بی۔ بورنگ۔ سی۔ ایس آئی۔ سابق چیف کمشنر میسور باب ۱ صفحہ ۵۸ کا حاشیہ۔ مسٹر بورنگ کہتے ہیں کہ جس کاغذ کی رو سے یہ دو گاؤں کرانڈو اور شیبا لی کے ایک شخص کو دیئے گئے تھے۔ اس کی ایک

نہیں بنانا چاہتی تھی۔ اسلیئے ملک میں ہر طرف مالکان اراضی نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور
پایہ تخت سردار کو تباہ کر ڈالا۔ حیدر علی نے انکو مغلوب کرنیکے لیئے بذات خود لشکر کشی کی اور سرغنا
تھے۔ انکو گرفتار کرکے پھانسی دی۔ اور آسانی کے ساتھ بغاوت کو فرو کر دیا۔

۱۷۷۰ء میں راجہ چامراج فوت ہو گیا۔ حیدر علی نے اسکی وفات کے بعد اسکے خاندان
کے بہت سے بچوں کو ایک جگہ جمع کرکے انکے روبرو بہت سی خوبصورت چیزیں کھیلنے اور سنگھار
کرنے کی ڈالدیں۔ ان میں سے ایک جسکا نام چامراج تھا۔ ایک خنجر اور ایک بٹوا اٹھا لیا۔
حیدر علی نے اسکو راجہ قرار دیکر گدی پر بٹھا دیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے بلاری کے راجہ کی جسکا لقب پالیگار تھا۔ ملا بھی ریاست میسور کے
شمال و مشرقی سرحد پر واقع تھا۔ اسکا راجہ بسالت جنگ کی دوستی سے منحرف ہو گیا تھا
اس لئے اس نے ایم لالی فرانسیسی سپہ سالار کی زیر کمان ایک فوج اسکے مغلوب کرنیکے لیئے روانہ
کی تھی۔ مگر حیدر علی نے نہایت سرعت اور مستعدی کے ساتھ لشکر کشی کی اور محاصرہ کرنے والی
فوج پر شیر ببر کی مانند جا پڑا۔ فوجکو شکست دیکر اس قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور لالی بڑی مشکل
سے اپنی جان بچاکر بھاگ گیا۔ وہاں سے حیدر علی گٹی پر حملہ آور ہوا۔ اور اس کے فرمانروا مراری راؤ
سے خراج مانگا۔ جب مراری راؤ نے اسے خراج دینے سے انکار کیا۔ تو اس نے اس کے قلعہ کا
محاصرہ کرکے اس کے زیریں حصہ پر قبضہ کر لیا مگر بالائی حصہ ناممکن التسخیر تھا اس پر باوجود چند
حملے کرنیکے قابض نہ ہو سکا۔ چونکہ قلعہ میں مراری راؤ کے پاس بہت سے لوگ بند تھے۔ اسلیئے
پانی کی قلت ہو گئی۔ اسپر مراری راؤ نے چپکے سے حیدر علی کے ساتھ صلح کرنے کا ارادہ کیا
لیکن اس کی خبر حیدر علی کو بھی ہو گئی۔ اور اس نے صلح سے انکار کر دیا۔

جب مراری راؤ کو حیدر علی کیطرف سے صلح کے معاملہ میں مایوسی ہوئی۔ تو اس نے معہ
فوج کے اطاعت قبول کر لی۔ حیدر علی نے دس لاکھ تاوان مقرر کیا۔ اور کچھ ملک اپنی
سلطنت میں شامل کر لیا۔ مگر مراری راؤ کے خاندان کو سرنگا پٹم بھیجدیا۔ جہاں سے بعد میں
اسے کپالدرگ کی ویران اور پہاڑی قلعہ میں بند کر دیا۔ مراری راؤ دل شکستہ اور پریشان خاطر

حیدر علی سے درخواست کی کہ وہ مرہٹوں کے اس ملک پر جو دریائے کرشنا تک چلا گیا تھا۔
قبضہ کرے۔ مگر حیدر علی نے اسمیں عجلت نہ کی۔ وہ صرف نصف حصہ پر قبضہ کرنے پایا تھا
کہ موسم برسات شروع ہو جانے کے باعث اسے سرنگا پٹم واپس آنا پڑا

انگریزوں۔ رگھوبا اور حیدر علی کی دوستی کے باعث ریاست پونا کے وزیروں اور نظام الملک
نے باہمیں اتفاق کر لیا۔ اور ایک زبردست فوج حیدر علی کے قبضہ سے ملک سوا نور کو نکال
لینے کے لیے روانہ کی گئی۔ ان فوجوں کو حیدر علی کے سپہ سالار محمد علی نے سوا نور سے دشمن شمال
کو بڑی چالاکی سے روک لیا۔ اور سرنسی کے میدان میں اسے شکست دی۔

محمد علی سپہ سالار میدان جنگ سے ہارے ہوؤں مانند جھوٹ موٹ کو بھاگنے لگا۔ مرہٹہ سپاہ
اس کے تعاقب میں چلی۔ اور استعلام پر جا پہنچی۔ جہاں میسور کا توپ خانہ چھپا ہوا تھا۔ اور جب
توپوں نے ان پر گولوں کا مینہ برسایا۔ تو سپاہ میں ایک گھبراہٹ مچ گئی۔ اور وہ پراگندہ ہو کر
ادھر ادھر بھاگنے لگی۔ اسپر محمد علی نے اپنے رسالہ سے اس پراگندہ فوج پر حملہ کیا اور
اسے شکست فاش دی۔ اس نے جنگ میں کئی برہمن سرداروں کو بھی گرفتار کر لیا۔

مرہٹوں اور نظام کی دوسری فوجیں حیدر علی کے ملک پر چڑھی چلی آتی تھیں۔ مرہٹوں کی
سپاہ کا کمانیر پر اسو رام بھاؤ پونہ سے آرہا تھا۔ اور نظام کا سپہ سالار ابراہیم معہ ۱۴ ہزار فوج
کے مشرق کی راہ سے مرہٹہ سپاہ کے لیے آرہا تھا۔ پر اسو رام بھاؤ نے محمد علی کی فتح
کا حال سنکر آگے بڑھنا مناسب نہ جانا۔ بلکہ پیچھے ہٹ کر دریائے کرشنا کے اس پار چلا
گیا۔ اور وہاں سے ملک کو کمک روانہ کرنے کے لیے خط روانہ کیا۔ ابراہیم خان جسے اسکی
خبر نہ تھی۔ بڑھتے بڑھتے ادونی جا پہنچا۔ ادونی تیمگھٹی سے نزدیک ہی تھا جہاں
حیدر علی کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ اس نے بھی محمد علی کی فتح کی خبر پا کر نظام ملک کے ملک
میں واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔ اور وہاں سے چلدیا۔ اس کے بعد برسات کا موسم آگیا۔
اور طرفین سے کوئی فوجی کارروائی نہ ہو سکی

باب

چیتل ورگ کا محاصرہ اور فتح ۔ مرہٹوں سے جنگ

حیدر علی کو دو دشمن غنیموں کے واپس چلنے سے چیتل ورگ کے پالیگار کی سرکوبی کا موقع مل گیا۔ اس راجہ نے جنگ میں حیدر علی کی مدد سے انکار کر دیا تھا۔ واضح رہے کہ مادھو راؤ کے حملہ کے وقت اس راجہ نے جنگ میں تلو نیچا کل کی لڑائی میں بڑا نام پایا۔ چونکہ اس قلعہ پر حیدر علی کا قبضہ تھا۔ اس لئے اس کے دوسروں کے قبضہ میں چلے جانے کا حیدر علی کو سخت قلق ہوا۔ اور اس وقت سے اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ وہ اس راجہ کو ضرور نیچا دکھا کے دم لے گا۔

پالیگار ماداکیری نائک جس فرقہ کا فرمانروا تھا۔ اسے بیدار کہتے ہیں۔ یہ فرقہ اپنے اصلی وطن جہادی کالدرگ واقعہ گنڈیا سے نقل سکونت کر کے ۱۴۷۵ء میں نواح چیتل ورگ میں آ بسا تھا۔ ان کے سرغنہ کو جس کا نام تمانا تھا۔ شاہ وجیانگر نے چیتل ورگ کا نائک مقرر کر دیا تھا۔ اور جب فرقہ بیدار نے وجیانگر فتح کیا۔ تو اس نائک کا بیٹا اور باختیار مختار بن بیٹھا۔ اسکے بعد فرقہ بیدار نے اپنی سلطنت کے نئے اور ملک بھی شامل کر لیا۔ یہاں تک کہ ان کے قبضہ میں ملک آ گیا۔ جسکی آمدنی لم لاکھ روپیہ تھی۔

جب بیدار فرقہ کی حکمرانی پر مادا نائک کے ہاتھوں میں تھی۔ اسکا ملک مغلوں کے نائب سیرا کا خراج گذار ہو گیا۔ چونکہ سیرا کو جسے مرہٹے بھی سلطنت بیجاپور کا حصہ ہونے کے باعث اپنا حق سمجھتے تھے۔ حیدر علی نے فتح کر لیا تھا۔ اسلئے اسکے نائک کو ہر دم خطرہ رہتا تھا۔ کیونکہ حیدر علی۔ اور مرہٹے دونوں امیر اپنی اپنی دوستی کا دباؤ ڈالتے رہتے تھے لیکن اسکا ملک قدرتی طور پر مضبوط تھا۔ اور اسکی رعایا اس سے بہت مانوس تھی اگر اس ملک کو لڑائی کے واسطے آراستہ کیا جاتا۔ تو حیدر علی اسکو فتح نہیں کر سکتا تھا حیدر علی نے

میں مہلت دیتے تھے۔ اس محاصرہ کے ایام میں حیدر علی کو خبر ملی کہ اسکے ملک پر مرہٹوں کی
فوج چڑھی چلی آتی ہے۔ اس لئے اس نے راجہ چیتل درگ سے صلح کر کے کچھ تاوان
لے لیا۔ اور اس سے آئندہ مدد کا وعدہ لینے کے بعد وہاں سے چلدیا۔

حیدر علی نے جو کچھ خبر مرہٹوں کی لشکر کشی کی نسبت سنی تھی۔ وہ بالکل درست نکلی۔ کیونکہ
ہری پنتھ پھڑکیا کی زیر کمان ۶ ہزار سوار کچھ پیادے اور توپیں اسکی سرحد پر آپہونچی تھیں۔
مرہٹہ سپہ سالار نے کچھ عرصہ تک نظام کی فوج کا انتظام کیا۔ جس کے بعد اس نے دریائے تنگبھدرا
کو عبور کر کے ساوانور کے میدان میں اپنا لشکر ڈالدیا۔ حیدر علی بھی اس کے مقابلہ کے
لئے روانہ ہو کر ساونور جا پہونچا۔ حیدر علی نے مرہٹہ سپہ کے ایک نامور سپہ سالار مانا جی سکریا
کو اپنی طرف ملا لیا۔ لیکن بعد میں یہ سپہ سالار حیدر علی سے پھر گیا۔ اسپر حیدر علی نے وہ خطوط
جو اسکی طرف سے آئے تھے ہری پنتھ کے پاس بھجوا دیئے۔ ہری پنتھ کو اس سپہ سالار کی دغا بازی
پر بڑا ہی افسوس ہوا۔ مگر اس نے اس سے حیدر علی پر حملہ کرایا۔ حیدر علی نے اسے شکست
فاش دی۔ اور میدان جنگ سے بھگا دیا۔

اس کے بعد ہری پنتھ مایوس ہو کر اور دریا کو عبور کر کے واپس چلا گیا۔ لیکن حیدر علی
نے اسپر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ تاہم وہ بلا نقصان اٹھائے چلا گیا۔ اور حیدر علی کی سپاہ نے
دریائے تنگبھدرا و دریائے کرشنا کے درمیان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اور ٹوپال۔ گجیندر گڑھ
اور دھارواڑ کے قلعہ کو فتح کر کے اور وہاں کے سرداروں سے اطاعت کا حلف لیکر وہ ۱۷۷۹ء
میں میسور واپس چلا آیا۔

میسور سے وہ چیتل درگ کے پالیگار کو سزا دینے کے لئے مع فوج کے چلدیا۔ کیونکہ
اس راجہ نے وعدہ کر کے اسے مدد نہیں دی تھی۔ حیدر علی نے چیتل درگ کا محاصرہ کر لیا
مگر راجہ نے اسکا اچھی طرح مقابلہ کیا اور قلعہ پر قبضہ نہیں ہونے دیا۔

راجہ چیتل درگ کی فوج میں ۳ ہزار مسلمان سپاہی تھے۔ حیدر علی نے انکو اپنی طرف
ملانا چاہا۔ چیتل درگ کے قریب ہی ایک مسلمان فقیر رہا کرتا تھا۔ جس کے معتقد راجہ کے

وہ اس سے پھر گئے۔ راجہ کو سخت مایوسی ہوئی۔ اور اس نے ہمت ہار کر اطاعت قبول کر لی۔ اور حیدر علی کے قدموں پر آگرا۔ حیدر علی نے اسے قید کر کے سرنگاپٹم بھیجدیا۔ جہاں وہ بحالت قید ہی فوت ہو گیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے اس کے محل کو لٹوایا اور فرقہ بیدر کا جو اس کے مقابلہ میں کئی بار باغی ہو گیا تھا۔ نام و نشان مٹا دینا چاہا۔ اول تو اس نے انکا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اور پھر کوئی ۲۰ ہزار باشندوں کو قید کر کے اپنے پایہ تخت میں لے گیا۔ اس نے جوانوں اور بوڑھوں کو تہ تیغ کر دیا۔ اور لڑکوں کو مسلمان کر کے انکی ایک فوج بنائی۔ جس کا نام اس نے چیلا فوج[1] رکھا۔

باب ۱۳

الحاق کڈاپا۔ حیدر علی کی حکومت۔ اور شاہی خاندانکی شادیاں

جب حیدر علی ان معرکوں میں مصروف تھا۔ تو اس کے حکم سے اس کا بہنوئی علی رضا خاں معہ ایک زبردست فوج کے کڈاپا کے نواب عبدالحکیم خانکو حلقہ بگوشوں میں داخل کرنے کی غرض سے اس کے ملک پر چڑھ گیا۔ نواب کڈاپا نے جبکہ مرہٹوں نے حیدر علی پر لشکر کشی کی تھی۔ نظام ملک کا ساتھ دیا تھا۔ اگرچہ رضا علی خان نے اسکے ملک کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن اسپر قبضہ نہ کر سکا۔ کیونکہ سخت جان اور جانباز افغانوں نے اسکا خوب ہی مقابلہ کیا۔ اسکی فوج منہ پھیر پھیر دیا۔

چیتل درگ کا محاصرہ ختم ہوتے ہی حیدر علی رضا خان کی مدد کرنے کے لئے گیا۔ وہ ہنوز کڈاپا سے چند میل کے فاصلہ پر ہی پہونچا تھا کہ اطلاع رسالہ سے اسکی مدت بیشتر ہو گئی

---

[1] چیلا فوج کا وجود [illegible]

حیدر علی اس جانباز سپاہ کو پاکر بیحد خوش ہوا۔ کیونکہ افغانی بڑے ہی جوانمرد و بہادر آزمائے ہوئے ہیں
لیکن اس رسالہ کے ۸۰ سواروں کے گھوڑے کام آگئے تھے۔ اور نئے گھوڑے نہ ملنے کے باعث اسلئے
انہیں پیدل تک جانا پڑا۔ اس سے انکو بڑی ہی خفت حاصل ہوئی۔ رات کو جب حیدر علی
اپنے خیمہ میں سو رہا تھا۔ تو ان ۸۰ سواروں نے اٹھ کر اپنی گارد کو قتل کرایا۔ اور سیدھے
حیدر علی کے خیمہ کیطرف چلدیئے۔

افغانیوں کی سرکشی سے فوج میں ایک ہل چل مچ گئی۔ جسکے باعث حیدر علی بیدار ہو گیا
اور خیمہ میں سے نکلکر بھاگ گیا۔ بگل بجایا گیا۔ اور سپاہ فراہم ہو کر آگئی۔ بہت سے حملہ آور
مارے گئے باقیونکو قتل کرایا گیا۔ نواب بھاگ کر سدھوٹ پہونچا۔ مگر گرفتار کر لیا گیا۔ معہ
اسکے خاندان کے سرنگا پٹم بھجدیا گیا۔ اور اسکی خوبصورت بیگم سے حیدر علی نے شادی کر کے
اسے حرم میں داخل کر لیا۔ اسکا نام بخشی بیگم رکھا گیا۔ اور سب بیویوں سے زیادہ اسکی قدر و
منزلت کی گئی۔ جب یہ بیگم فوت ہوئی۔ تو اس کا مقبرہ بیلور میں بنایا گیا۔ حیدر علی اگرچہ عورتوں کا
کہنا نہیں مانتا تھا۔ اور نہ انکو امور سلطنت میں دخل دینے دیتا تھا۔ تاہم خوبصورت عورتوں
کو وہ اچھوتا بھی نہیں چھوڑتا تھا۔

اس فتح کے بعد حیدر علی کا رعب چاروں طرف چھا گیا۔ اسکی دھاک بندھ گئی۔ اور اسے
سب نے اس طرح میں اپنا فرمانروا تسلیم کر لیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے اپنی سلطنت کے مختلف صیغوں کے انتظام و انصرام کیطرف اپنی
توجہ مبذول کی۔ اس نے میر محمد صادق کو وزیر مال کا منصب عطا کیا۔ اور شامایا برہمن
کو پولس کا افسر اعلےٰ مقرر کر کے اسے حکم دیا۔ کہ وہ نہ صرف جرایم کا انسداد کرے۔ بلکہ جس کے
پاس دولت ہو اس سے کچھ چھین کر شاہی خزانہ میں داخل کرے۔ اس برہمن نے اپنے آقا
کی خاطر لوگوں پر بڑے بڑے ظلم کئے۔ جو افسر مالگذاری وصول کرنے پر مقرر تھے اور وصول
ہوتے تھے۔ اور انکو تاوان یا نئے ٹیکس یا رشوت کا لیا جاتا تھا۔ ساہوکاروں سے سرکاری
خرچ کے لئے تاوان لیا جاتا تھا۔ حیدر علی کے ظلم سے تنگ آکر اسکی فوج بھی بگڑ گئی۔

دونوں کی حکومت کو تقویت پہنچ سکے۔

نواب کڑپا کو مغلوب کرنے کے بعد حیدر علی نے سوانور کے نواب عبدالحکیم کو بھی اپنا حلقہ بگوش بنانا چاہا۔ اور اس نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نواب کے بڑے بیٹے کے ساتھ اور اس کی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے کریم کے ساتھ کر دیا۔ جو خراج نواب دیا کرتا تھا۔ وہ اس شرط پر کہ وہ دو ہزار سوار حسب ضرورت بوقت مہیا کر سکے نصف کر دیا گیا۔ ان تمام معاملات کو حیدر علی نے حسب دلخواہ پورا کیا اور شادیوں کی رسم بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ دونوں فرمانرواؤں کی موجودگی میں سرنگاپٹم میں ۱۷۷۹ء میں ادا کی گئی۔

باب ۱۷

مرہٹوں۔ نظام اور حیدر علی کا اتحاد انگریزوں کے خلاف

جب حیدر علی مذکورہ بالا شادیوں کا جشن منا رہا تھا۔ تو اس کے پاس پونہ سے مرہٹوں کا سفیر گنیش راؤ آیا۔ اور اس نے اسے یہ پیغام دیا۔ کہ وہ مرہٹوں اور نظام سے میل کرے تاکہ تینوں کی سپاہ انگریزوں کو جنوبی ہند سے نکال سکے۔ اسکے بعد جو پیچیدہ معاملات تاریخ میں نظر آتے ہیں۔ ان سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ حیدر علی نے جادۂ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھا۔ بلکہ میانہ روی پر قائم رہا۔ اور نواب ارکاٹ نے بڑی ہی دغا بازی کی اور انگریزوں کی سرکار جو مدراس میں تھی وہ بیحد کمزور تھی۔

۱۷۷۵ء میں بمبئی کے انگریزوں نے (بمبئی کی سرکار) رگھوبا کے ساتھ ایک عہدنامہ کیا تھا جس کی رو سے وہ اس کے دعادے کی حمایت کرتی۔ لیکن بمبئی گورنمنٹ کو تھوڑے ہی عرصہ بعد معلوم ہو گیا۔ کہ رگھوبا سے بہت سے مرہٹہ راجہ ناخوش تھے۔ مثلاً سندھیا۔ ہلکر اور انکی ناخوشی کا باعث نانا فرنویس تھا۔ جو اپنی نسل میں پیشواؤں کی حکومت مستقل کرنا چاہتا تھا۔

سرداری کو زبردست مرہٹہ سردار نہیں تسلیم کرتے تھے مرہٹے تو اس وجہ سے انگریزوں سے ناخوش ہو گئے تھے۔

علاوہ مرہٹوں کے نظام الملک بھی انگریزوں سے ناخوش تھا۔ اور اسکی ناخوشی کا سبب بھی معقول تھا۔ جب انگریزوں کے قبضہ میں اضلاع سرکار جو صوبہ مدراس کے خلیج بنگال کے ساحل پر واقع ہیں آئے تو ان میں ایک ضلع یعنی گنتور کا ضلع بصالت جنگ کو اسکے بھائی موجودہ نظام الملک نظام علی کی رضی سے بطور جاگیر عطا کر دیا گیا۔ اس کے چند سال بعد بصالت جنگ نے اپنے ہاں ایک فرانسیسی سپاہ کا ملازم رکھ لیا۔ اس فوجکو بعد میں بصالت جنگ نے برخاست کرنا چاہا۔ اور جب نظام الملک سے اس میں مشورہ لیا گیا۔ تو اس نے دخل دینے سے انکار کر دیا۔ جب ۱۷۷۸ء میں فرانسیسوں سے جنگ کے ہونے کا یقین ہو گیا۔ تو انگریزوں نے محمد علی نواب ارکاٹ کی معرفت بصالت جنگ کو نظام کو اپنا فرمانروا تسلیم کرنے پر آمادہ کر دیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بصالت جنگ نے اس ضلع کو ایک رقم خراج کے صلہ میں انگریزوں کے حوالہ کر دیا۔ اور انگریزوں نے حیدر علی کے مقابلہ میں اسکی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ جسکے باعث اس نے فرانسیسی سپاہ کو برخاست کر دیا۔ مدراس گورنمنٹ نے ضلع پر قبضہ پا کے اسکا پٹہ محمد کو دیدیا اسکا یہ فعل نظام کے حقوق پر ایک حملہ تھا اگرچہ بصالت جنگ کی وفات پر وہ ضلع انگریزوں کے قبضہ میں آجاتا تاہم اسکا اصلی مالک و فرمانروا نظام تھا۔

اسپر نظام نے انگریزی سفیر سے جو اس کے دربار میں مامور تھا۔ شکایت کی کہ انگریزوں نے اپنے اس طرز عمل سے اس عہدنامہ کو فسخ کر دیا۔ جو انکے ساتھ ہوا تھا۔ اور جب نظام کو انگریزی سفیر سے یہ معلوم ہوا۔ کہ جب بادشاہ نے اضلاع سرکار انگریزوں کو دیے تھے تو انہوں نے اپنی کمزوری کے باعث نظام کو خراج دینا کر لیا تھا۔ مگر اب آئندہ نہیں دیں گے اس پر نظام کو بڑا ہی غصہ آیا۔

رہا حیدر علی اسے انگریزوں سے بڑھ کر شکایت تھی۔ اس سے اور مرہٹوں سے جو جنگ و

... ظاہر کر رہے تھے۔ اور اسکے دربار
میں ایک سفیر رہنے لگا تھا۔ جسکا نام سر جان لنڈسے تھا۔ جب اس سفیر نے مدراس گورنمنٹ
کو مرہٹوں اور محمد علی کے ساتھ مگر حیدر علی کو مغلوب کرنے پر مجبور کیا۔ تو انگریزوں کو ہی
پریشانی ہوئی۔ کیونکہ وہ اسکی مدد کا وعدہ کر چکے تھے

جب مرہٹوں نے ۱۷۷۱ء میں حیدر علی سے درخواست کی کہ وہ انکے ساتھ میل کرکے
مشرقی اضلاع کو فتح کرے تو اس نے اس کی خبر مدراس گورنمنٹ کو دیدی اور اسی موقعہ پر اس نے
انگریزوں سے صاف صاف کہدیا کہ اگر میں مرہٹوں سے میل کروں۔ تو انکی طاقت بیحد بڑھ
جائیگی۔ جس کے باعث خود مجھے زوال حاصل ہو جائیگا۔ اگر مدراس گورنمنٹ مجھ سے اتحاد نہ
رکھیگی۔ تو میں مجبوراً فرانسیسوں سے اتحاد کرونگا۔ جب حیدر علی نے دوبارہ ۱۷۷۳ء میں انگریزوں سے
اتحاد پیدا کرنے کیلئے سلسلہ جنبانی کی تو محمد علی نے جو انگریزوں کو جنوبی ہند سے خارج ہوتے ہوئے
دیکھکر خوش ہونیکی فکر میں تھا۔ انکی دکیطرف نہ جھکنے دیا۔ اور اس نے اسی مطلب کا پیغام
اپنے سفیر کے ہاتھ اس کے پاس بھیجا۔ جسے حیدر علی نے نامنظور کر دیا۔

اس وقت سے حیدر علی کو انگریزوں سے بالکل مایوسی ہو گئی۔ اور اگرچہ اس نے ضابطہ پوری
کے طور پر کچھ عرصہ تک انگریزوں سے دوستانہ سلوک رکھا۔ لیکن ضرورتاً فرانسیسوں سے اتحاد پیدا
کر لیا۔ اس نے ایک ایلچی کو سپہ فرانسیسی گورنر پانڈیچری کے پاس بھیجکر مدد طلب کی۔ جسے اس خیال
سے اسنے ساتھ ہی جنگ اور امداد پیدا دیدیا۔ کہ کسی طرح فرانسیسیوں کو ہند کی حکمرانی مل جائے
اگرچہ حیدر علی اب بھی انگریزوں کے مقابلہ میں نہیں آنا چاہتا تھا۔ مگر بعض وجوہات کے باعث
انکا غصہ بھڑک رہا تھا۔ اور صلح قائم نہ رہ سکی۔

جب انگریزوں اور فرانسیسیوں میں جنگ چھڑی تو ۱۷۷۸ء میں انگریزوں نے پانڈیچری
کو فتح کرنے کے بعد ماہ مارچ میں ماہی پر قبضہ کر لیا۔ ماہی ساحل مالابار پر تھا۔ جس ساحل پر کہ سوائے
چند مقامات کے باقی حیدر علی کا قبضہ تھا۔ اس نے یہ عذر کیا کہ ماہی اسکی زیر حفاظت ہے
اور چونکہ اس راستہ سے اسے رسد مل سکتی تھی۔ اس لئے اسے بچانا چاہا۔ اور انگریزوں
کو پیغام دیا۔ کہ اگر وہ ماہی پر حملہ کریں گے۔ تو اس کے عوض ارکاٹ پر قبضہ کر لیا جائیگا

دوسرا سبب حیدر علی کی ناخوشی یہ تھا۔ کہ جب صلابت جنگ نے گنتور کا ضلع انگریزوں کے حوالہ کیا تو اس نے ان سے درخواست کی کہ اپنی فوج بھیجکر اسپر قبضہ کریں۔ چنانچہ انگریزوں کی فوج کنڈاپا ہو کر ادونی اور کرنول ہو کر گنتور روانہ کی گئی۔ یہ فوج حیدر علی کے ملک میں ہو کر گذری۔ مگر مدراس گورنمنٹ نے اسکی اجازت نہ نظام سے لی اور نہ حیدر علی سے بلکہ فوج کے کمانیر کو ایک سفارشی خط دیکر روانہ کر دیا۔ حیدر علی نے اس فوج پر حملہ کر دیا۔ اور اگرچہ مدراس سے بعجلت تمام کمک روانہ کی گئی۔ مگر حیدر علی کی فوج نے ادونی تک ملک برباد کر دیا۔ جس کے باعث انگریزی فوج آگے نہ بڑھ سکی۔ حیدر علی اچھیطرح واقف تھا۔ کہ انگریزوں نے گنتور کا ضلع اسکے دشمن محمد علی کو کیوں دیا تھا۔

یہ واقعہ مسٹر سوارٹز کے آنے کے وقت واقع ہوا تھا۔ جسے گورنر مدراس سر ٹامس رمبولڈ نے خفیہ سفارت پر بھیجا تھا۔ اور حیدر علی کا غصہ رفع کرنے کے لئے جس نے ماہی پر انگریزوں کے قبضہ کر لینے پر ایک خط مدراس گورنمنٹ کو لکھا تھا۔ اور جسمیں ان کے طرز عمل کی سخت شکایت کی تھی۔

حیدر علی سوارٹز سے بخوبی سلوک پیش آیا۔ مگر اس نے اسے رخصت کرتے وقت شکایت کی۔ انگریزوں نے ۱۷۶۹ء کے عہدنامہ کو نظرانداز کر دیا۔ اور کب سے اتحاد رکھنا نہ چاہا۔ اور میری مخالفت کر رہے ہیں۔ مگر مدراس گورنمنٹ نے اسکا بھی کچھ خیال نہ کیا۔

سوارٹز کے جانے کے بعد ہی دوسرا سفیر مدراس سے آیا۔ اور اس نے حیدر علی سے بحالی اتحاد پیدا کرنے کے انگریزونکو جو کالی کٹ کی جنگ میں قید کر لئے گئے رہا کر دینے کی درخواست کی۔ حیدر علی نے قیدیونکو تو اسکے آنے سے پہلے ہی رہا کر دیا تھا۔ لیکن وہ سفیر کیساتھ بھی اچھیطرح پیش نہیں آیا۔ اس نے نہ صرف انگریزوں کی تجاویز کو منظور کیا۔ بلکہ سفیر کی تحقیر بھی کی۔ اسے سفیر کی طرح نہ سمجھا بلکہ جاسوس کی طرح۔

باب ۵

حیدر علی اور انگریزوں کی لڑائی۔ حیدر علی کی ...

کا اتحاد دریائے تنگبھدر کے کنارے پر ہوا۔ اور اس نے نظام کو ۱۱ لاکھ سالانہ خراج دینا منظور کرلیا۔ تینوں فریقین میں یہ بات قرار پائی کہ

(۱) مرہٹے برار وسطی ہند اور شمالی ہند پر حملہ کریں۔

(۲) نظام اضلاع سرکار کو فتح کرے

(۳) حیدر علی صوبہ مدراس اور جنوبی ہند پر لشکر کشی کرے

یہ اتحاد ثلاثہ ایک بڑے خطرے کی بات تھی۔ اور فرانسیسوں کی شرکت سے انگریزوں کے لیے موجب خوف و ناکامی بنی گئی تھی۔

حیدر علی نے میسور کے خاص خاص مقامات کو مسلح اور مضبوط کرنے کے بعد حملہ کی تیاریاں کیں۔ جس کے دو سال میں اس نے بنگلور میں ۹۰ ہزار فوج فراہم کرلی۔ یہ ایک ایسی تعداد تھی۔ جس کے فراہم ہونے کی نظیر جنوبی ہند میں اسوقت تک نہیں مل نہیں سکتی تھی اس نے ملک میں جاسوس اور پہرے مقرر کیے۔ اور سامان رسد اور باربرداری بھی اچھا جمع کرلیا۔ اور ماہ جولائی ۱۷۸۰ء میں اس نے پہاڑی دروں کو عبور کرکے لشکر کشی کی اور بربادی و تباہی پھیلاتا ہوا آگے کو بڑھا۔

محمد علی نے مدراس گورنمنٹ کو نہ تو فوجی مدد دی نہ روپیہ سے۔ البتہ اس نے حیدر علی کے حملہ کی اطلاع اسے ضرور دیدی۔ حیدر علی نے ارادہ کرلیا تھا۔ کہ جو ملک سامنے آتا جائے۔ سو بالکل تباہ کردیا جائے تاکہ انگریزوں کی فورٹ سینٹ کو بے یار و مددگار بنادے وہ لشکر کشی کرتا ہوا کوہ سینٹ تامس تک پہونچا۔ اور جب انگریزوں نے گاؤں میں آگ لگی دیکھی۔ تو انہیں اس کے آنے کی خبر ہوئی۔ کیونکہ انکے پاس اس زمانہ میں خبر رسانی کا محکمہ نہ تھا حیدر علی کو امید تھی کہ ساحل مندر پراس سے فرانسیسوں کی فوج آملے گی۔

مدراس گورنمنٹ حیدر علی کی آمد پر خوف زدہ ہو گئی۔ اور اس نے بعجلت تمام فوجی نقل و حرکت شروع کرائی۔ کرنل ہاربر تو جو گنتور کی فوج کے کمانیر تھے جانب جنوب روانہ ہونیکی ہدایت کی گئی۔ کرنل بیلی بمعہ دستے کو جنگی پلیٹ کے راستے سے پانڈیچری کے مدراس طلب کیا گیا۔ اور حیدر علی کی ایک فوج کو حکم دیا گیا کہ وہ دشمن کے رسل و رسائل کو بارہ محل کے درہ ول

فلنٹ نے واندواش پر قبضہ کر لیا۔

حیدر علی نے بارہ محل اور چنگاما کے وسطوں کو عبور کر کے اپنے بیٹے کریم کو پورٹونووو پر
پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ جو پانڈیچری کے جنوب میں واقع ہے وہ خود ارکاٹ کیطرف
بڑھا۔ لیکن یہ سنکر ایک فوج سر ہیکٹر منرو کی زیر کمان آ رہی ہے۔ اس نے ۲۹ اگست
کو ارکاٹ کا محاصرہ اٹھا دیا۔ اس دن مدراس کا سپہ سالار کونجی ورم آپہونچا۔ اور اس
مقام کو تباہ پا کر گنتور کی فوج کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ جو کرنیل بیلی کی زیر کمان آ رہی تھی
کرنیل بیلی نے ۲۵ اگست کو کورتلیا پہونچکر دریا کے جنوبی کنارے پر لشکر ڈالدیا۔ یکایک
بارش کے آنے سے دریا میں سیلاب آگیا۔ جس سے وہ ۳ ستمبر تک عبور نہ کر سکا۔ ۸ ستمبر کو
حیدر علی نے اپنے بیٹے ٹیپو کو پیرامباکم روانہ کیا۔ کہ دشمن کی فوج کی نقل و حرکت
کو بند کرے اور خود کانجی ورم کے نزدیک سر منرو کی تاک میں لگا رہا۔ کرنیل بیلی کی فوج
نے ٹیپو کے حملہ کو روک دیا۔ اور ایک ہزار فوج جسے منرو نے کرنیل فلیچر کی زیر کمان روانہ کیا تھا وہ
باوجود ٹیپو کی فوج کے سدراہ ہونیکے کرنیل بیلی کی فوج سے جا ملی۔

اس رات کو کرنیل بیلی پیرامبکم سے کانجی ورم چلدیا۔ ابھی وہ روانہ کیا گیا تھا۔ کہ پیچھے سے
ٹیپو کی توپوں نے گولے برسانے شروع کر دیئے اگرچہ ان توپوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی
گئی۔ لیکن سیلاب کے باعث کچھ بھی نہ ہو سکا۔ کرنیل بیلی رات بھر وہیں ٹھیرا رہا۔ اس
سے ٹیپو کو ایک بلند مقام پر جہاں سے انگریزی فوج گذرنے والی تھی۔ اپنی توپیں
لگا دینے کا موقعہ مل گیا۔ اور حیدر علی نے بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہا۔

۱۰ ستمبر کو ۲۷ سو فوج انگریزی منرو کی کمک کیطرف روانہ ہوئی۔ مگر کوئی دو میل جانے
پائی تھی کہ چھ توپوں نے اس پر پیچھے سے گولے برسانے شروع کئے۔ اور حیدر علی کے رسالہ
نے اسے دونوں طرف سے آگھیرا۔ گرنیڈیر فوج کی دو کمپنیاں کپتان رمسلے اور کپتان کوڈی کے
ماتحتی میں روانہ کی گئیں۔ اور انہوں نے ٹیپو کی چار توپیں چھین لیں۔ مگر حیدر علی کی کثیر
فوج کے آجانے کے باعث وہ اپنی فوج تک نہ پہونچ سکیں۔ اب تو حیدر علی نے بھی توپیں

ہی حیدر علی کے رسالہ اور پیادوں نے گولیاں چلائیں۔ کرنیل بیلی سخت زخمی ہوگیا۔ لیکن اس نے فوج کو دل شکستہ نہ ہونے دیا۔ اگرچہ حیدر علی کی فوج نے تیرہ حملے کئے۔ لیکن انگریزی فوج کے حواس قایم رہے۔ مگر تازہ رسالہ کی کمک آجانے سے اس میں بھاگڑ پڑ گئی اور کرنیل بیلی نے مجبور ہوکر صلح کا جھنڈا بلند کردیا۔ لیکن حیدر علی نے کچھ خیال اور لحاظ نہ کیا۔ بلکہ اس کی فوج نے آگے بڑھ کر انگریزوں کی سپاہ کو قتل کرنا شروع کیا اگر لالی اور ایک اور فرانسیسی افسر جسکا نام پھوردن تھا۔ حیدر علی کو اس حرکت سے روکتے تو انگریزی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ رہتا۔ کہتے ہیں کہ لڑائی میں ۲۰۰ یورپین قتل ہوگئے تھے۔ مگر فرانسیسی مصنف لکھتے ہیں کہ اس جنگ میں دو ہزار انگریزی کرنیل بیلی کے ساتھ گرفتار کرلئے گئے۔ اور ۲ ہزار سپاہی اور ۷۰۰ انگریز مارے گئے۔ جو افسر ڈیوڈ بیرڈ بھی جو بعد سر ڈیوڈ بیرڈ بن گیا کرنیل بیلی کے ہمراہ قید کرلیا گیا۔

حیدر علی نے تخت پر بیٹھ کر ان لوگوں کو جو قیدیوں کو لائے تھے۔ یا مقتولوں کے سروں کو خوب انعام دیا۔ قیدیوں میں کچھ تو خود ہی مر گئے۔ اور کچھ قتل کئے گئے۔ اس واقعہ کی تصاویر سرنگاپٹم میں اس باغ کی دیواروں پر جسے باغ دریائے دولت کہتے ہیں۔ بنائی گئی تھیں۔ جو اب تک موجود ہیں۔ اور ایک جشن منایا گیا۔ ہندوستان میں انگریزی سپاہ پر ایسی آفت کبھی برپا نہیں ہوئی تھی۔

اس موقع پر دو شخصوں نے انگریزوں کی بڑی امداد کی۔ ایک لارڈ وارن ہسٹنگز نے جس کے سپرد ہندوستان کی گورنری کردی گئی۔ اور دوسرے سر آیر کوٹ نے جو اس وقت بنگال کی فوج کا افسر تھا۔ اگرچہ سر آیر کوٹ ساٹھ سال کے آدمی تھے۔ لیکن دماغی قوت کے لحاظ سے بڑے ہی قابل تھے۔ لارڈ وارن ہسٹنگز نے انکو اس موقعہ پر مامور کیا۔ اور انکو جنگ کرنے کا پورا اختیار دیدیا۔ سر کوٹ ماہ نومبر میں مدراس پہنچے۔ اس عرصہ میں حیدر علی نے بڑا نقصان اٹھا کر فرانسیسی انجنیروں کی مدد سے قلعہ ارکاٹ پر قبضہ کرلیا تھا۔ سر کوٹ نے چنگل پیٹ اور کران گولی پر قبضہ کرکے لفٹننٹ کی مدد کی

کے قریب آجانے سے اسے سامان رسد نہ مل سکا۔ اور نہ جنوب اور نہ شمال کی جانب بڑھنے کے لیے راستہ مل سکتا۔ پس سرکوٹ نے پیرام کونل پر قبضہ کر کے پانڈیچری کیطرف جانا چاہتا تھا۔ کہ رسد حاصل کر سکے۔ اور نیز فرانسیسی کشتیوں کو تو جلکو کنارے پر اتارنے سے روک لے۔ مگر اسمیں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس سے اس نے گوڈالور (گڈالوہ) کا رخ کیا۔ اور حیدر علی کی فوج بیکار پڑی رہی۔

یہاں سے اس نے چیلا مبرم (چیدامبرم) کے مندر پر جو نوناد کے نزدیک ہے۔ چڑھائی کرنی چاہی۔ لیکن محصورین نے اسے پسپا کر دیا۔ چند ہی ہفتہ بعد انگریزی جہازوں کا بیڑا معہ سر ایڈورڈ ہیوجز کے مدراس آ پہنچا۔ اور چیلا مبرم پر دونوں طرف سے لشکر کشی کی تیاریاں شروع کیں۔ حیدر علی یہ سنتے ہی ڈھائی دن میں سو میل کا سفر طے کر کے آ پہونچا۔ اور اس نے گوڈالور اور انگریزی فوج کے لشکر میں اپنا لشکر ڈالدیا۔

یکم جولائی کو سر ایری کوٹ محاصرہ اٹھا کر اور سامان جنگ لیکر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اور جب اسکی فوج ایک ریتیلے ٹیلے پر پہونچی۔ جس کے نزدیک حیدر علی کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ تو دونوں فوج میں مقابلہ ہوا۔ اور خونریز جنگ چھڑی۔ اس جنگ میں سر ایری کوٹ غالب آیا۔ اور اس نے پورٹونواد کے قریب موتی پالیام پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی کا سخت نقصان ہوا۔ اسکی سپاہ میں ہزار آدمی مارے گئے اور زخمی ہو گئے۔ مگر انگریزوں کا بہت کم نقصان ہوا۔

اس فتح کے بعد سر ایری کوٹ سے بنگال سے آئی ہوئی ایک فوج آملی۔ اسی عرصہ میں ٹیپو نے وانڈواش کا محاصرہ اٹھا کر چل دیا۔ سرکوٹ کی مشترکہ فوج نے تیرو پاسور پر قبضہ کر لیا حیدر علی ابھی اسجگہ پہنچنے نہ پایا تھا۔ کہ سرکوٹ کی فوج اس میدان کی طرف بڑھی۔ جہاں ایک سال پہلے کرنیل بیلی کی شکست ہوئی تھی۔ ۲۷۔ اگست کو اسکی فوج اس میدان میں جا پہنچی۔ ادھر حیدر علی کی سپاہ بھی انکے مقابلہ میں جا ڈٹی۔ کئی دن کی طرفین سے گولہ بازی کے بعد جس میں کسی کا نقصان نہ ہوا۔ سرکوٹ بیدل ہو کر مدراس واپس چلا گیا۔ کہ میدان جنگ کی کمان سے [illegible] جائے

حیدر علی کی سپاہ میدان سے لشکر میں پہنچی ہوئی ہے۔ اور چاروں طرف سے محصور کر لیا تھا
سرکوٹ نے پھر انگریزی کمان سے لی اور پیرپور پر قبضہ کر کے حیدر علی کے لشکر کی تتوں میں
لگا۔ جب سرکوٹ کی فوج میدان ویلیور میں نظر آئی۔ تو حیدر علی نے اس طرف توپوں کا
منہ برسایا۔ اور بڑی سی معرکہ کی لڑائی ہوئی۔ جسمیں حیدر علی کی ۵ ہزار فوج کام آئی۔
اسوقت سرکوٹ نے قلعہ ویلور کے اندر رسد پہونچانے کی تدبیر کی۔ اور راجہ چتوڑ کے
ملک سے جو ویلور سے شمال میں واقع ہے رسد حاصل کرنی چاہی تھی۔ وہاں سے صرف ہفتے
کے لئے رسد ملی۔ جسے اس نے قلعہ کے اندر پہونچا دیا۔ اس کے بعد سرکوٹ پھر مدراس
چلا گیا۔ اور وہاں سے بنگال کو روانہ ہونے ہی کو تھا کہ بنگال سے اسکے نام ضروری حکم آگیا
اور اسے پھر ویلور واپس جانا پڑا۔ اگرچہ وہ بیمار ہو گیا۔ لیکن اس نے تین ماہ کے لئے
رسد قلعہ کے اندر پہونچا دی اور وہاں سے تیروپاسور چلا گیا۔

اس جنگ میں ایک اور مزید ارجات پیدا ہو گئی۔ وہ یہ ہے۔ کہ انگریزوں اور ڈچوں میں
جنگ چھڑ گئی۔ سرمیکارٹنے کے پاس ولایت سے حکم آیا۔ کہ وہ ڈچوں کا مقابلہ بھی کرے
حیدر علی نے ڈچوں سے میل کرنا چاہا۔ اور انکے گورنر کو جو نگاپٹم میں تھا۔ ایک خط لکھا
اس نے ایک عہدنامہ کر لیا۔ اور اس مدد کے عوض جو حیدر علی کو دی جاتی۔ حیدر علی سے
ناگور کا ضلع لے لیا۔ مگر کرنیل برتھ ویٹ نے جو میدان تیمور کی سپاہ کا کمانیر تھا۔ ناگور
سے حیدر علی کی ڈچوں کو نکال کر خود اس پر قبضہ کر لیا۔ اور اسطرح حیدر علی کی کوشش رائگاں
گئی۔ مگر تھوڑے ہی دن بعد ماہ فروری ۱۷۸۲ء میں ٹیپو نے بڑی فوج سے حملہ کر کے
ناگور کو لے لیا۔ اور کرنیل برتھ ویٹ کو قید کر لیا۔ ٹیپو نے یہ فتح کرنیل لالی کی مدد سے حاصل
کی مدد سے حاصل کی تھی۔ اس معرکہ میں انگریزی سپاہ کا ایک ایک سپاہی مارا گیا۔

حیدر علی نے اپنی ذات سے بہت کچھ کیا۔ اور اگر نظام اور مرہٹے بھی میدان جنگ
میں آتے۔ تو نہ معلوم کیا ہو جاتا۔ مگر دونوں میں سے ایک بھی نہ آیا۔ جونہی کہ گورنمنٹ
ہند کو ضلع گنٹور کے عہدنامہ کے حالات معلوم ہوئے۔ اس نے مدراس گورنمنٹ کو لکھا
کہ ضلع فی الفور نظام کے حوالے کر دیا جائے۔ کچھ تو اس کے باعث اور کچھ اس کے خوف

ملک میں ہوکر انگریزوں کی فوج کو نکل جانے دے۔ اور کرنیل کارنگ نے اپنی فوج کا
رعب دکھا کر گوالیار کے راجہ مہاراجی سندھیا کو اس بات پر آمادہ کر دیا۔ کہ وہ انگریزوں اور
مرہٹوں میں صلح کرا دے

چنانچہ سالبائی کا عہدنامہ ۱۷۸۲ء کو ہو گیا۔ اگرچہ اس کی تصدیق کا بل حیدر علی کی وفات
کے بعد ہوئی تھی۔ یہ عہدنامہ ایسٹ انڈیا کے حق میں مضر تھا۔ کیونکہ اس کی رو سے
انگریزوں کے قبضہ میں سے بہت سا ملک نکل گیا۔ تاہم اس موقعہ پر بڑا مفید ثابت ہوا
اسکی رو سے رگھوبا کے حقوق تسلیم کئے گئے۔ اور اسی کی رو سے جسقدر ملک انگریزوں
اور نواب ارکاٹ کا حیدر علی نے فتح کر لیا۔ وہ اسے واپس دینا پڑا۔ اس عہدنامہ کے
ہونے سے حیدر علی اور مرہٹوں کے درمیان دوستی اور اتحاد قائم نہ رہ سکا۔ اور انگریزوں کے
مقابلے میں تین میں سے صرف ایک دشمن رہ گیا۔ اور وہ دشمن حیدر علی تھا۔

حیدر علی کے ویسے رفیق اس سے جدا ہو گئے۔ فرانسیسوں نے بھی اس کی مدد سے
اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری۔ اگرچہ وہ انگریزوں کو جنوبی ہند سے نکال
سکا۔ تاہم اس نے بہت سا ملک فتح کر لیا۔ اور اپنے مدمقابل کے مقابل بڑی جانبازی
کے ساتھ لڑتا رہا۔

اس موقعہ پر ہم یہ بھی ظاہر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اس جنگ کے بارے میں
اس کے کیا خیالات تھے۔ ان خیالات کا اظہار اس گفتگو سے ہوتا ہے۔ جو اس نے
اپنے وزیر مال پرنایا سے کی تھی۔ اور ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

میں نے بڑی ہی غلطی کی۔ میں نے لاکھوں روپیوں کے عوض مسند جی اتاری کا
عوض جو مشکل ہوتا ہے اک ایک گھونٹ خرید لیا۔ اگرچہ میرے اور انگریزوں کے درمیان
شکر رنجی کے اسباب موجود تھے۔

تاہم جنگ کے لئے کوئی سبب موجود نہ تھا۔ اور باوجود محمد علی سے متنفر ہو کر
کے مرہٹے ہو گئے ہیں انکو اپنا دوست بنا رکھتا تھا۔ میں انکو بہت سی بیلی اور محبت کی
مرہٹوں ہمیشہ کو شکست دے دی۔ تباہ نہیں کر سکتا۔ میں خشکی میں تو ان کے ذریعے

یورپ سے آنے کے فضول خیال ہی سے خوش ہو گیا۔ اور اگر بالفرض وہ فوج آ جائے اور میدان کامیابی حاصل کرے تو مجھے کیا۔ میں تو اکیلا مرہٹوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ اور فرانسیسیوں پر اعتبار نہ کرنے کی مصیبت کو برداشت کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں انکو میسور میں گھسنے کی اجازت نہ دونگا۔

حیدر علی نے مالابار اور کورگ میں پھر اپنی حکومت قایم کرنے کے لئے سپاہ روانہ کی اور تیرہالم کے ضلع میں بھی جسے اب فرخ آباد کہتے ہیں۔ اور زیریں ملک کو فتح کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا کہ اسے یورپ سے فرانسیسی فوج کے آنے کی خبر ملی۔ مگر یہ فوج راستہ میں انگریزی جنگی جہازوں سے لڑتی بھڑتی آئی تھی۔ اور تعداد میں صرف ۱۲ سو رہ گئی۔ اور قایم ہیتی سے آنے تک میدان جنگ میں ہی۔ اتر سکتی تھی۔ خود حیدر علی کی سپاہ بہت تھوڑی رہ گئی تھی۔ سرکوٹ بھی موجودہ جنگ پر آمادہ نہ تھا۔ فرانسیسی سپاہ نے آتے ہی کڈالور اور پیرام کوئل پر قبضہ کر لیا۔

سرکوٹ پیرام کوئل کی فتح کا حاصل سنکر واندواش کیطرف چل گیا۔ مگر جب اس نے دشمن کو آمادہ جنگ نہ پایا تو آرنی کیطرف بڑھا۔ جہاں حیدر علی اپنی فوج کیلئے رسد جمع کر رہا تھا۔ سرکوٹ نے یہ سمجھا کہ اسطرف دشمن جانے سے دشمن کلی ازرسے چلا جائیگا۔ اور اسے انگریزی سپاہ کے لئے رسد ملنے کا بھی موقعہ ہاتھ لگ جائیگا۔ مگر حیدر علی کو اسکے آنے کی خبر مل چکی تھی۔ اس نے ٹیپو کو آرنی بھیجدیا۔ اور دوسرے دن خود بھی وہاں جا پہونچا۔ ۲ جون ۱۷۸۳ء کو جب سرکوٹ نے آرنی کے قلعہ کے نزدیک لشکر جمانا چاہا تو سر ٹیپو اور ایم لالی نے حملہ کر دیا۔ اگرچہ سرکوٹ نے ایم۔ لالی کی ایک توپ چھین لی۔ اور حیدر علی پر حملہ کرنے بڑھا۔ لیکن حیدر علی نے اسے پاس تک نہ پھٹکنے دیا۔ بلکہ اس کی فوج کو دبا کر ایک ایسی جگہ لے گیا۔ جہاں میسور کی ساری فوج اس پر ٹوٹ پڑی اور سرکوٹ کی فوج کا سخت نقصان ہوا۔ یہ آخری جنگ تھی جسمیں سرکوٹ اور حیدر علی دونوں ایک دوسرے کے مقابل ٹھیرے تھے۔ مگر اس کے ایک سال کے عرصہ ہی اندر دونوں شیر جہاں سے اٹھ گئے۔

... ایک فوج ملابار پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی۔
اسکے کمانیر کرنیل ہمبر اسٹون نے کالی کٹ پر قبضہ کرکے پالگھاٹ چیری کا رخ کیا۔ اور راستہ
میں بہت سے چھوٹے چھوٹے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ حیدر علی نے ٹیپو کو ملابار جانیکا حکم دیا۔
جہاں وہ ماہ اکتوبر میں پہنچا۔ اور انگریزی سپاہ کو ساحل سمندر سے رسل و رسائل
رکھنے اور مدد حاصل کرنے میں ناکامیاب کرنا چاہا۔ اس لئے انگریزی سپاہ کالی کٹ سے
چالیس میل جانب پونا دپتی پانی) چلی گئی۔ اور اسے دو انگریزی جہاز بھی مل گئے۔ اور
اس نے مورچہ بندی کرکے ٹیپو کا انتظار کیا۔

آخر کار ٹیپو کی فوج بھی جا پہنچی جسمیں دس ہزار سوار۔ آٹھ ہزار پیادے ۷۰۰
یورپین اور بہت سی بیقاعدہ سپاہ تھی۔ انگریزوں کے پاس ۸۰۰ یورپین۔ ایک ہزار سپاہ
اور میدان جنگ میں کئی دن تک بیکار پڑا رہا۔ اس کے بعد اسے اپنے باپ کی علالت
کی خبر لگی۔ اور وہ وہاں سے لشکر اٹھاکر چلدیا۔ اسی عرصہ میں برسات کا موسم آگیا۔
جس کے باعث ساحل کارومنڈل پر جنگ قایم نہ رہ سکی۔ اس لئے انگریزوں کی فوج مدراس
چلی گئی۔ فرانسیسوں کی کڈالور اور حیدر علی ارکاٹ کے شمال میں پڑی رہی۔

حیدر علی کی پشت میں سرطان کا دنبل مدت سے چلا آتا تھا۔ اور اس جنگ کی
تکالیف سے وہ بہت بڑھ گیا تھا۔ اگرچہ اس کے ادھانے میں بیحد کوشش کی
لیکن صحت حاصل نہ ہوئی۔ اور وہ نرسنگہ رایا نائیت کے مقام پر جو چتور کے نزدیک ہے
لشکر ہی میں ۷ دسمبر ۱۷۸۲ء مطابق ۱۱۹۷ھ ہجری کو فوت ہوگیا۔

حیدر علی کی تاریخ وفات عجیب و غریب ہے۔ اگرچہ ہمایوں اور جہانگیر دونوں بادشاہوں
کی تاریخ عجیب و غریب سمجھی جاتی ہے۔ لیکن حیدر علی کی تاریخ وفات عجیب تر ہے مثلاً
ان دونوں کے نام میں تاریخ نہیں نکلی۔ بلکہ ان مصرعوں میں۔ جن میں انکا
نام آیا ہے۔ لیکن حیدر علی تاریخ وفات صرف اس کے نام اور ایک اور لفظ کے
لفظ کے ملانے سے نکل آتی ہے

تاریخ وفات ہمایوں یہ ہے۔ ہمایوں از بام افتاد سنہ ۹۶۲ یا ۹۶۳ ہجری
تاریخ وفات جہانگیر یہ ہے۔ جہانگیر از جہاں رفت سنہ ۱۰۳۶ ہجری

کہ این شاہ آسودہ را چیست نام　　　　چو تاریخ رحلت نمود مستفسر او
یکے ز انجمن گفت تاریخ و نامم　　　　کہ "حیدر علی خان بہادر" بگو

باب ۱۶

حیدر علی کے عادات و خصائل اور انتظام مملکت

حیدر علی ایک ایسا شخص تھا۔ جو گمنامی کی حالت سے ترقی کرتے کرتے مالک تاج و تخت ہو گیا۔ وہ ایک سپاہی کی حیثیت سے بڑھتے بڑھتے ایک بادشاہ بن گیا۔ اس شخص کی سپہ سالاریاں اور فوجی قابلیت کا ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے حالات انگریزوں اور فرانسیسوں دونو نے قلمبند کیے تھے۔ جس میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم اس میں تو کسی کو بھی شک نہیں ہے کہ اہل انگلستان کی نسبت اہل فرانس کو اہل ہند کے ساتھ زیادہ ہمدردی تھی۔ اس باعث جب حیدر علی میدان شہرت میں اترا تو اس کا میلان خاطر فرانسیسوں طرف زیادہ تھا۔ فرانسیسیوں نے بھی اس کے ساتھ انس کیا جسکا کافی ثبوت یہ ہے۔ کہ جتنی لڑائیاں اس نے انگریزوں سے بالمقابل لڑیں اول سب میں فرانسیسی اس کے شریک رہے۔ اس وجہ سے جو حالات فرانسیسیوں نے لکھے ہیں وہ ذرا زیادہ قابل اعتبار مانے جاتے ہیں۔

حیدر علی پیدائشی نبرد آزما تھا۔ وہ ایک اعلٰے درجہ کا شہسوار تھا۔ تلوار اور بندوق دونوں اعلٰے درجہ کی چلاتا تھا۔ وہ بچپن ہی سے چست و چالاک تھا۔ اور وہ تھوڑی سی سخت محنت اور مشقت برداشت کر سکتا تھا۔ اور جب اپنی فوج کی سپہ سالاری کرتا تھا تو نڈر ہو کر دشمن پر جا پڑتا تھا۔ وہ اپنی جان کا مطلق خطرہ نہ کرتا تھا۔ اسی سے اس کی فوج کا دل بڑھا رہتا تھا۔ اور وہ میدان جنگ میں بڑھی ہوئی نظر آتی تھی۔

جنگ کے وقت وہ گھبراتا نہیں تھا۔ اور سوجھ بوجھ کے ساتھ کارروائی کرتا تھا۔ رسالہ کی ترتیب اور لڑائی میں اعلٰے درجہ کا ملکہ رکھتا تھا۔ اور دشمن کو رسالے سے

[illegible] میں دوسروں کا اثر [illegible] پڑتا تھا۔

حیدر علی بڑا ہی چست و چالاک شخص تھا۔ اور جس پھرتی کے ساتھ اپنے داؤ کئے وہ اس کی چستی و چالاک ہونے کی کافی شہادت ہیں۔ پھر کامیابی کے ساتھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سخت جان اور دلیر شخص تھا۔ اسکی شیردلی اور جانبازی پر گرویدہ ہو کر بہت سے لوگ اس کے جھنڈے تلے آ گئے تھے۔ حیدر علی فرانسیسیوں کا جو اسکی فوج میں تھے۔ بڑا لحاظ کرتا تھا۔ انپر اسے بیحد اعتبار تھا۔

حیدر علی کی جوانمردی اور فن حرب کی قابلیت سے تو دنیا واقف ہے۔ لیکن یہ ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ امور ملکی اور انتظام سلطنت میں اسکی قابلیت کس پایہ کی تھی۔ چونکہ اسے جنگ و جدل اور معرکہ آرائیوں سے فرصت نہ ہوئی۔ اسلئے اس نے یہ کام دوسروں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اگرچہ وہ برہمنوں کی دغابازی سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن یہ بھی جانتا تھا۔ کہ اس قوم کے لوگوں کو کارخانہ عقل و قدرت نے عقل و ذہانت اور انتظامی قابلیت کا زیادہ حصہ ملا ہے۔ اسی سبب اس نے مالی معاملات کی نگرانی برہمنوں کے سپرد کی۔

اگرچہ حیدر علی کے مزاج میں سختی تھی۔ لیکن وہ انصاف پسند بھی تھا۔ اسی باعث اسے فرائض منصبی کا بڑا خیال رہتا ہے۔ اسکی ہر دم یہی خواہش رہتی تھی۔ کہ ہر شخص کو اپنا فرض اچھی طرح سے ادا کرنا چاہیئے۔ اس سبب جب کبھی کسی افسر سے کوئی فروگذاشت ہو جاتی۔ اور وہ شخص خواہ کسی درجہ کا ہوتا۔ مگر فرائض کی انجام دہی میں فرق رہتا۔ تو اسے کوڑوں کی سزا دی جاتی تھی۔ یہانتک کہ اس نے اپنے بیٹے ٹیپو کو بھی فرائض کی انجام دہی میں قاصر رہنے پر سزا دی تھی۔

اگرچہ وہ لوگوں کو سخت سزائیں دیا کرتا تھا۔ اور قیدیوں اور خصوصاً جنگ کے قیدیوں سے بڑی سختی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ تاہم وہ ظالم نہیں تھا۔ اور نہ اسے کسیکو آزار دینے میں خوشی حاصل ہوتی تھی۔ اسنے انگریزی قیدیوں پر جو مظالم [illegible] اسکا سبب یہ تھا۔ کہ اس زمانہ کے لوگ ذرا زیادہ سخت مزاج ہوتے تھے۔ اور ہر فرمانروا [illegible]

کرنے ہی سے قابو میں رہ سکتی ہے۔

حیدر علی دشمن کو اپنے ملک میں رسد نہ پکڑنے کے لئے اپنا سارا ملک برباد کر ڈالتا تھا۔ کہ اسے سامان رسد نہ مل سکے۔ وہ نمک حراموں کو سخت سزائیں دیا کرتا تھا۔ اور جانثاروں کو معقول انعام دیکر انکو اپنا گرویدہ بنا لیتا تھا۔

حیدر علی کے مزاج میں تعصب اور ہٹ دھرمی نام کو نہ تھا۔ اسے اس کی مطلق پرواہ نہ تھی۔ کہ اسکی فوج میں یا عہدہ داروں میں کس ملت و مذہب کے لوگ ہیں۔ اور جب تک وہ لوگ اپنے فرائض کو ادا کرتے رہتے تھے۔ وہ ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا تھا۔

حیدر علی میانہ قد کا آدمی تھا۔ اس کے خط و خال اور اعضا ذرا ابھرے تھے۔ اور رنگ سانولا تھا اسکی ناک عقابی مگر چھوٹی تھی۔ آنکھیں بھی چھوٹی تھیں۔ اور نیچے کا ہونٹ موٹا تھا۔ اور نہ ڈاڑھی رکھتا تھا۔ اور نہ کل مونچھیں۔ اگرچہ اسے جواہرات پہننے کا شوق نہ تھا۔ تاہم اپنی پوشاک میں ضرور کچھ نہ کچھ سجاوٹ آرائش روا رکھتا تھا۔ سینہ کمر اور آستین پر لباس تنگ ہوتا تھا۔ مگر نیچی اور ڈھیلی ہوتی تھی۔ وہ اونچی اور سرخ رنگ کی پگڑی پہنتا تھا۔ جسکا بالائی حصہ چوڑا ہوتا تھا۔

حیدر علی کی فوجی وردی سفید ساٹن کی ہوتی تھی جسمیں سنہری پھول بنے ہوئے تھے۔ اور سدا بینہ زردوزی سجاوٹ لگائی جاتی تھی۔ پاجامہ بھی ساٹن کا ہوتا تھا۔ اور زرد مخمل کی جوتیاں ہوتی تھیں۔ اور کمر میں سفید ریشم کا ایک کمربند یا پٹکا رکھتا تھا۔

حیدر علی کے دربار میں ہر شخص کی رسائی ہو سکتی تھی۔ ہر آدمی اس کے پاس پہونچ سکتا تھا۔ اور ہر کسی سے بڑی مستعدی کے ساتھ باتیں کر لیتا تھا۔ اور ہر شخص کی بات سن لیتا تھا۔

اس کا دماغ نہایت صحیح تھا۔ وہ ایک ہی وقت میں بہت کام یا کئی کئی کاموں کی نگرانی کر سکتا تھا۔ مثلاً سوانگ یا ناچ دیکھتا جاتا۔ اور کاغذات سنتا جاتا۔ اور احکام لکھاتا جاتا۔ وہ پڑھا لکھا نہ تھا تاہم بہت ذہین تھا۔ ایک شخص سے احکام لکھاتا اور دوسرے

وہ اپنے بے تکلف دوستوں سے بدزبانی کے ساتھ بھی پیش آتا تھا اور ان سے پھکڑ کا
مذاق ہوتا تھا۔ شاعروں اور قصہ گو مسخروں کی محفل گرم ہوتی تھی۔ اور اکثر اس کے بعد عیاشی کی بزم
بھی بنائی جاتی تھی جس میں اس کے خاص خاص احباب شریک ہوتے تھے۔ اس کی متعدد
بیویاں تھیں۔ مگر وہ اور ناز و ادا والی اور ٹیکیلی عورت کو وہ کسی طرح اپنی خواہش حیوانی کو
پورا کئے بغیر نہیں جانے دیتا تھا۔ لیکن ان تمام باتوں کے ہوتے اور کرتے ہوئے وہ اپنا
کاروبار سلطنت بڑی خوبی اور مستعدی کے ساتھ انجام دیتا تھا۔

تہواروں یا دیگر جلوسوں کے موقعوں پر وہ نمائشوں سے کام لیتا تھا۔ اس کے
جلوس کے آگے آگے رسالہ خیمہ بردار پیچھے پیچھے ۔۔ شتر سوار ہوتے تھے۔ اور ان کے پیچھے ہاتھیوں
کی قطاریں ہوتی تھیں۔ جن پر زرق برق جھولیں پڑی ہوتی تھیں۔ ہاتھیوں کے بعد پیدل فوجیں
حبشیوں کی چلتی تھیں۔ جن کے سروں پر سرخ اور سیاہ عقاب کے پروں کی کلغیاں لگی ہوئی
تھیں۔ اور فولادی پھلوں کی برچھیاں ہاتھوں میں ہوتی تھیں۔ ان کے پیچھے پیادے یا پیدل
پلٹن ہوتی تھی۔ وہ ریشمی انگرکھے اور گھٹنوں تک کے پاجامے پہنے ہوئے تھے۔
اور ہاتھوں میں برچھیاں ہوتی تھیں۔ جن میں گھنٹیاں بجتی جاتی تھیں۔ پیدل پلٹن کے
پیچھے گھوڑوں پر امرا سوار ہوتے تھے۔ جن کی پوشاک زرق برق ہوتی تھی۔ اور ان کے
بعد میں شاہی محل کے کوتل بندھے تھے۔ اور ان کے پیچھے پیادے دوڑے جاتے
تھے۔ پیادوں کے بعد میں شاہی محل کے افسر اور خادم ہوتے تھے۔ اور ان سب کے
بعد حیدر علی ایک سفید ہاتھی پر سوار ہوتا تھا۔ اس کے پیچھے بہت سے ہاتھی ہوتے تھے
جن میں سے پانچ ہاتھیوں پر سلطنت کے نشان ہوتے تھے۔ ان ہاتھیوں کی قطار
کے بعد حبشیوں کے دو رسالے اور رسالوں کے پیچھے حبشی کی ایک پیدل پلٹن ہوتی
تھی۔ جلوس کے دائیں بائیں جانب پیادے ہوتے تھے۔ جن کی پوشاک سفید ریشم
کی ہوتی تھی۔ اور جن کے ہاتھ میں لمبی لمبی سیاہ برچھیاں ہوتی تھیں۔ اور ان میں جھنڈیاں
لہراتی جاتی تھیں۔ حیدر علی کے جلوس سے اچھا جلوس ہندوستان میں صرف مغل
بادشاہوں کا جلوس ہوتا تھا۔

شکست پر شکست کھانے پر بھی مایوس نہ ہوتا تھا اور نہ ہمت ہارتا تھا۔ وہ باوجود اسکے
کہ اہل سنت میں سے تھا۔ مگر صاف گو اور کھلی طبیعت والا۔ باوجود اس کی سختیوں اور
اور دہشت وقوت کے میسور میں آجتک۔ اسکا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ
تعریف کے ساتھ نہیں۔ اسکی کامیابی اور معرکہ آرائیاں اب تک اہل میسور کے حافظہ
میں تازہ ہیں۔

اگر وہ بیچی فرمانروا جو اس کے رفیق تھے اس کی مدد کرتے اور اگر وقت پر اسے
فرانسیسیوں سے کافی مدد مل جاتی تو وہ ضرور اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل
کر لیتا۔

تمام شد

رسالہ علاج چشم - اسمیں آنکھوں کی تمام
تشریح معہ کل امراض اور آنکھوں کے بنانیکا
حال معہ علاج درج ہے - قیمت - (۴؍)

باورچی - اسمیں اہل اسلام کے طریق پر جملہ
اقسام کے کھانے بتلائے گئے ہیں قیمت (۸؍)

ہومیوپیتھک طبیب یعنی ہومیوپیتھک
ڈاکٹر یا ہومیوپیتھک مٹیریا میڈیکا - ہر قسم کی
بیماری کا علاج بطریق ہومیوپیتھک و ہومیو
پیتھک ادویات کی تشریح - قیمت - (۸؍)

چارٹ فارمہ کوپیا - جو کہ تمام سرکاری
شفاخانوں میں استعمال ہوتا ہے - قیمت
سادہ (۲؍) روغنی ڈنڈے دار - (۶؍)

علاج مار گزیدہ - سانپوں کی پہچان اور
انکا علاج - یہ کتاب ایک بنگالی صاحب کی
تصنیف کا قابل دید ترجمہ ہے - قیمت (۴؍)

جلائے برقی - ٹھنڈا اور گرم ملمع کرنا کچا
پکا اور نہایت عمدہ گلٹ اور دھاتوں کا پانی
بنانا - سونا - چاندی - تانبا اور لوہا وغیرہ جست
میگنیشیم وغیرہ دھاتوں کے عجیب و غریب
عمال اور نئی ایجادیں درج ہیں - قیمت (۸؍)

علاج بذریعہ پانی - سینگ لگے نہ پھٹکری

اور رنگ سب سے اعلیٰ ہو - اس کتاب میں حسب
موقعہ گرم یا سرد پانی کے استعمال سے ہی
تمام جسم کی بیماریوں کا علاج کیا گیا ہے یہ
قابل قدر کتاب ہر ایک گھر میں رہنے کے
لائق ہے - اسکو بہت جلد طلب فرمائیں قیمت (۴؍)

ہر قسم کے معجون - گلقند - لعوق - خمیرہ
خوارش وغیرہ بنانیکا مکمل رسالہ - قیمت (۸؍)

معلم علم دندانسازی - دانتوں کے
ہر قسم کے امراض اور نسخہ جات نقلی دانت بنانا
معہ تصاویر آلات صحیح ہیں - قیمت (۴؍)

صابون گری - اسمیں ہر قسم کے صابون
بنانے کی تراکیب معہ تمام قواعد کے درج
ہیں - صنعت کے مجموعہ کی قیمت - (۱۲؍)

خانساماں - اس کتاب میں انگریزی طریق
پر جملہ قسم کے کھانے پکانے کی ترکیبیں درج
کی گئی ہیں - یہ ککری بک ہے - قیمت (۱۲؍)

حلوائی - اسمیں ہر قسم کی مٹھائیاں بنانیکا طریقہ
درج ہے - قیمت - (۸؍)

رنگریز - اسمیں انگریزی اور دیسی طریق سے سوت
کپاس - روئی - اون - سن - مرینہ - ریشم وغیرہ ہر قسم کے
کچے پکے رنگ رنگنا درج ہے - قیمت (۱۲؍)

خضاب معروف بہ زینت شباب
اسمیں خضاب کے بہت سے نسخہ جنکی پبلک
کو ضرورت ہے درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ یونانی
نسخوں کے انگریزی خضابوں کے نسخہ بھی اس
میں درج ہیں۔ قیمت ۔ ۱۴؍

آئینہ تماشبینی ۔ یہ ناول نہیں خراباتیوں
کا نتیجہ اور عشق دریا کا نوٹو نصیحتوں کا خزانہ ہے قیمت ۱۴؍

رسالہ شطرنج ۔ اسمیں شطرنج کھیلنے کے طریقے
معہ تمام نقشہ جات درج کئے گئے ہیں قیمت ۱۴؍

آئینۂ تشخیص امراض ۔ اسمیں نبض اور
قارورہ دیکھنے کا حال تشریح وار درج ہے قیمت ۱۴؍

رسالہ بواسیر ۔ اسمیں ویدک و انگریزی ہومیو
پیتھک و یونانی چاروں طریق پر اس مرض کا علاج
اور تشریح کی ہے ۔ قیمت ۔ ۱۴؍

علم کیمیا و یدک ۔ یہ علم کیمیا کے متعلق
ایک کتاب تیار کی گئی ہے جسمیں سونا چاندی
تانبا اور رانگا وغیرہ دھاتوں کا حال اور ان
کا بنانا درج ہے ۔ قیمت ۔ ۱۰؍

بیکری و کنفکشنری ۔ اس کتاب میں
جملہ اقسام کی ڈبل روٹیاں اور عمدہ بسکٹ
اور انگریزی ہر قسم کی مٹھائیاں وغیرہ وغیرہ
بنانے کا بیان اور تمام عمدہ ترکیبیں درج
ہیں ۔ قابل خرید ہے ۔ قیمت ۔ ۱۴؍

رہبر زندگانی ۔ اسمیں شوہر اور زوجہ کے
باہمی برتاؤ اور حقوق بیان کئے گئے ہیں دھرم
شاستر کی کتاب ہے ہر ایک انسان کو اسکا
مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ قیمت ۔ ۱۴؍

گربھا دان ودھی ۔ اسمیں لڑکا و لڑکی
پیدا ہونیکی تدبیر ۔ امتحان حمل حفاظت حمل
وقت تولید سے دو برس تک بچہ کی پرورش
کے قواعد درج ہیں قیمت بحروف اردو ۲؍
اور بحروف گورمکھی ۔ ۲؍

رسالہ سل دق ۔ دونوں موذی امراض
سے بچنے کیلئے یونانی ۔ ڈاکٹری ۔ اور ویدک
ہومیوپیتھک بالحرکت پانچ طریق سے معالجہ
بیان کیا گیا ہے ۔ قیمت ۔ ۱۴؍

آئینہ امراض المشہور کرشن درپن یہ ایک
ایسی کتاب ہے جسمیں اربعہ عناصر سے لیکر انسان کے
تمام جسم کی تشریح یعنی عضووں کا حال مثلاً یہ عضو
کیونکر ہوا ۔ اور کس وقت سے اسکا ذخیرہ ہوگا ۔
درج ہے ۔ یہ کتاب ہر ایک آدمی کو اپنے
پاس رکھنی لازم ہے ۔ قیمت ۱۲؍

